بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

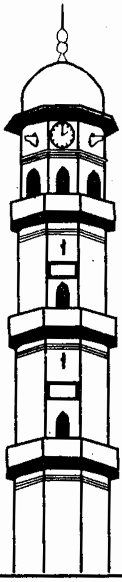

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

MONTHLY MISHKAT QADIAN

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۰　　فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق دسمبر ۲۰۰۱ء　　شمارہ ۱۲

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

مینیجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، طاہر احمد امینی، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم،

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

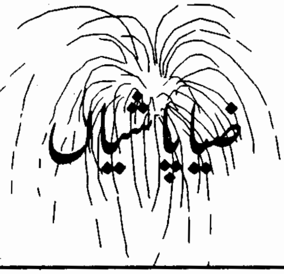

اداریہ	2	تقویم ہجری شمسی کا اجراء-12	18
فی رحاب تفسیر القرآن	3	خدا کی ہستی کا ثبوت	24
کلام الامام	5	واقفینِ نو کے لئے عمومی رہنمائی (قسط 1)	29
M.T.A سے استفادہ (4)	6	رپورٹ اجتماع لجنہ اماء اللہ قادیان	32
سیرت آنحضرت ﷺ (عورتوں کے حقوق)	11	اخبار مجالس	36

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

اصلاح نفس کے لئے ایک بہترین دعا

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہایت ہی پیاری دعا حدیث میں مروی ہے۔حضور دعا کیا کرتے تھے۔" اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی فاجعل علانیتی صالحة."

"اے اللہ میری راز دارانہ اور پوشیدہ زندگی کو میری علانیہ زندگی سے بہتر بنا دے اور میری علانیہ زندگی کو بھی پاک و صاف بنا۔

انسانی نفسیات کے گہرے مطالعہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کے قلب مطہر سے پھوٹنے والی یہ دعا ان تمام لوگوں کے لئے راہ نماہ اصول مہیا کرتی ہے جو مقربان الٰہی میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اپنے دینی و دنیاوی معاملات کو سنوارنا چاہتے ہیں۔

قارئین کرام! انسانی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک اس کی ظاہری زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔دوسرا پہلو اس کے اندرونِ خانہ کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔انسان فطرۃً ظاہری طور پر اچھا بننا پسند کرتا۔وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک نیک کہلائے۔ اچھا کہلائے۔مھذب اور مثقف کہلائے تا کہ ظاہری طور پر اسے لوگوں میں ایک مقام حاصل ہو۔لوگ اس کی طرف راغب ہوں۔ معاشرہ میں ایک اچھا مقام میسر آئے۔وغیرہ وغیرہ۔اور اس ظاہری شان وشوکت کے حصول کے لئے وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ بھی کر لیتا ہے۔بسا اوقات جائز و ناجائز وسائل کو اختیار کرتے ہوئے بھی ظاہری شان وشوکت میں دوسروں کی برابری کرنا چاہتا ہے۔اس بھاگ دوڑ میں وہ بسا اوقات زیر بار ہو جاتا ہے،اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت سے غافل ہو جاتا ہے"پھوکی نوابی" کے احساس دل میں لئے ہوئے صدہا اندرونی فکروں اور پریشانیوں کے ہوتے ہوئے ظاہری طور پر وہ اپنے آپ میں خوش باش دکھاتا ہے۔ یہ صرف معاشرہ کے کسی ایک طبقہ سے متعلق نہیں بلکہ ہر طبقہ میں ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔صرف اپنی "اَنا" کی خاطر، جھوٹی شان و شوکت اور اثر ورسوخ کے اظہار کے لئے وہ بے تحاشا دولت خرچ کرتے ہیں۔ادائیگی کی توفیق نہ ہوتے ہوئے بھی بڑی بڑی رقمیں ادھار لیتے ہیں۔پھر وعدہ خلافی ہوتی ہے۔دوستی میں دراڑ آنے لگتی ہے۔دوستی اجنبیت میں اور اجنبیت عداوت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔بڑے بڑے واعظ اور پنڈت پجاری ایسے پائے گئے ہیں کہ لوگوں کے مجمع میں لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں۔اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو مسحور کرتے ہیں۔لوگ انکی بزرگی اور خدا ترسی کے قائل ہو جاتے ہیں۔وقتی طور پر ان کے دل متاثر بھی ہو جاتے ہیں۔اور انکی آنکھیں بے اختیار آنسو بہاتی ہیں۔پھر یہ لوگ جب اپنی پرائیویٹ زندگی میں مشغول ہوتے ہیں تو ایسے مفاسد میں مستغرق ہوتے ہیں نہ انکی نظریں پاک ہوتی ہیں۔نہ ان کے دل پاک ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں پر کرتے نہیں! نصیحت کرتے ہیں پر اسپر عمل نہیں کرتے! ایسے ہی لوگوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون" یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے کہ تمہارے اقوال وافعال میں (باقی صفحہ 39 پر)

اِقْرَاْبِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تفسیر کبیر سے مأخوذ

(قسط 9)

"... پھر یہ خبر دی گئی تھی کہ ان کو ابدی نام دیا جائیگا جو کبھی مٹایا نہیں جائے گا۔ یعنی زمانہ کے تغیرات اور ملکوں اور علاقوں کے اختلاف کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا جو نام رکھا جائے گا وہ ہمیشہ قائم رہے گا اس میں کبھی کوئی تبدیلی عمل میں نہیں آئے گی۔ پیشگوئی کا یہ حصہ بھی ایسا ہے جو عیسائیوں پر چسپاں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اوّل تو ان کا کوئی نام ہی نہیں اور پھر جو کچھ وہ اپنے آپ کو کہتے ہیں اس میں بھی تبدیلی ہوتی چلی آئی ہے۔

تیسری خبر یہ دی گئی تھی کہ بیگانے کی اولاد اس مذہب میں داخل ہوگی۔ لیکن حضرت مسیح اپنے حواریوں سے کہتے ہیں کہ تمہیں غیر قوموں کو تبلیغ کرنے اور نہیں اپنے مذہب میں داخل کرنے کی اجازت ہی نہیں۔

چوتھی خبر یہ دی گئی تھی کہ وہ سبت کی حفاظت کریں گے۔ لیکن عیسائی وہ ہیں جنہوں نے سبت کی حفاظت کرنے کی بجائے روم کے بادشاہوں کو خوش کرنے کے لئے ہفتہ کو اتوار سے بدل دیا اور اس طرح سبت کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا۔ یہ چار شرطیں جس قوم میں پائی جائیں گی اسی کا فلسطین پر قبضہ اس بات کی علامت سمجھا جاسکتا ہے کہ یسعیاہ کی پیشگوئی اس کے ذریعہ پوری ہوئی ورنہ محض فلسطین پر قبضہ کوئی چیز نہیں اس پر قبضہ تو رومیوں نے بھی کر لیا تھا۔

یہ چار شرطیں اگر کسی قوم میں پائی جاتی ہیں تو وہ صرف مسلمان ہیں۔ چنانچہ

اوّل: مسلمانوں کا خود اللہ تعالیٰ نے نام رکھا وہ فرماتا ہے۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَ فِي هٰذَا (الحج) تمہارا مسلم نام اللہ تعالیٰ نے آپ رکھا ہے۔

دوم: یہ نام ایسا ہے جو ابدی ہے کوئی شخص اس کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایک مسلمان ہر وقت مسلمان ہی کہلائے گا۔ خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں رہتا ہو۔

سوم: بیگانے کی اولاد یعنی غیر اقوام کا داخلہ صرف اسلام میں جائز ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے اپنی دعوت کو کسی ایک قوم سے مخصوص نہیں کیا بلکہ دنیا کی ہر قوم تک خدائے واحد کا پیغام پہنچایا ہے۔

چہارم: سبت کے محافظ بھی مسلمان ہی ہیں کیونکہ انہوں نے جمعہ کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے اور کبھی اس کو بدلنے کا خیال تک بھی ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا۔

پنجم: فلسطین پر بھی مسلمان قابض ہوئے یہاں تک کہ تیرہ سو سال ان کے قبضہ پر گذر گئے اور اب تک وہ فلسطین پر قابض ہیں۔

بہر حال یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی نے بتا دیا کہ دنیا کے روحانی ارتقاء کا آخری نقطہ یسعیاہ نہیں تھے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دنیا کی پیدائش کا مقصود ان کے ذریعہ پورا ہوا کیونکہ وہ خود اپنے بعد ایک اور عظیم الشان نبی کی بعثت کی خبر دے چکے ہیں۔

پھر حضرت مسیح آئے کیا پیدائش انسانی کا وہ مقصود تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ

اوّل: مسیحی مذہب نسلِ ابراہیمؑ سے نہ تھا بلکہ عیسائی تو الگ رہے خود مسیح ہی نسلِ ابراہیمؑ سے نہ تھے کیونکہ وہ عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے تھے تو

ابراہیمؑ کی نسل میں سے کس طرح ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت ابراہیمؑ سے یہ کہا تھا کہ ''تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پاویں گی۔'' پس اگر کسی شخص کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہو سکتی ہے تو وہ وہی ہو سکتا ہے جو ابراہیمؑ کی نسل میں سے ہو نہ وہ جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہتا ہو۔ اگر عیسائی کہدیں کہ حضرت مسیحؑ سے زمین کی ساری قوموں نے برکت حاصل کر لی ہے تب بھی ہم کہیں گے کہ یہ پیشگوئی ابھی پوری ہونی باقی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خبر یہ دی ہے کہ پیدائش انسانی کا آخری نقطہ ابراہیمؑ کی نسل میں سے ہوگا اور اس کا نشان یہ ہوگا کہ وہ ایک عالمگیر مذہب کا بانی ہوگا اور دنیا کی ساری قوموں کو دعوت حقہ دے گا۔ پس مسیحؑ نے اگر ساری قوموں کو دعوت دے بھی دی ہے تب بھی ابراہیمی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ ابراہیمی پیشگوئی کا تعلق اس شخص سے ہے کہ جو ابراہیمؑ کی نسل میں سے ہو۔ لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ گو حضرت مسیحؑ کا کوئی باپ نہیں تھا مگر تھے وہ ابراہیمؑ ہی کی نسل سے۔ تب بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ مسیحی مذہب عالمگیر نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ خود اپنی نسبت فرماتے ہیں۔

''ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈ کے بچائے'' (متی 18/11)

یعنی مسیحؑ کی آمد کی غرض صرف اتنی تھی کہ بنی اسرائیل جو بخت نصر کے زمانہ میں منتشر ہو کر افغانستان اور کشمیر وغیرہ علاقوں میں پھیل گئے تھے ان کو اکٹھا کریں۔ پس ان کا پیغام کسی اور کے لئے نہیں تھا صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے تھا۔ دوسرے تورات خود مسیحیوں کے نزدیک یہود کے لئے ہے اور عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ تورات غیر قوموں کے لئے نہیں تھی صرف یہود کے لئے تھی۔ دوسری طرف انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے نزدیک تورات منسوخ نہیں تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے کو آیا۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔''

(متی باب 5 آیت 17,18)

اس جگہ حضرت مسیحؑ صاف طور پر فرماتے ہیں کہ میں تورات کو منسوخ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ جب وہ منسوخ کرنے کے لئے نہیں آئے تو معلوم ہوا کہ زمانہ مسیحؑ میں تورات قائم رہی تھی اور جب وہ قائم رہی جیسا کہ عیسائی بھی مانتے ہیں تو چونکہ تورات ساری دنیا کے لئے نہیں تھی بلکہ صرف یہود کے لئے تھی اس لئے معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ پیدائش انسانی کا آخر نقطہ نہیں تھے۔

پھر حضرت مسیحؑ نے جب اپنے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا تو انہیں یہ ہدایت دی کہ

''غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ اور چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی'

(متی باب آیت 6,7)

ان الفاظ میں حضرت مسیحؑ نہ صرف غیر قوموں کو تبلیغ کرنے کی ممانعت کی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ سامری وہ لوگ تھے جو بنی اسرائیل سے مخلوط تھے اور آدھے بنی اسرائیل کہلاتے تھے۔ مگر حضرت مسیحؑ ان کو بھی تبلیغ کرنا جائز نہیں سمجھتے کجا یہ کہ غیر قوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنا آپ جائز سمجھتے۔

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 63-262) (جاری)

کلام الامام

اندرونی آلودگیوں سے الگ ہوکر مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاؤ۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی پاک محبت حاصل کی جاوے۔ ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جس قدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہوکر ایک مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاوے۔ جب تک یہ حالت میسر نہ ہوگی۔ تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے اور اسی لئے فالمدبّراتِ امراً کہہ کر قرآن شریف میں قسم بھی کھائی ہے۔ جب وہ اس مرحلے کو طے کرنے کیلئے دعا بھی کرے گا اور تدبیر سے بھی اس طرح کام لے گا کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اس کو حارج ہیں ان سب کو ترک کردے گا اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہوکر دعا میں مصروف ہوگا تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کرلے گا۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھ عرصہ دعا کرکے پھر رہ جاتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اس قدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دعا کا حق تو ان سے ادا ہی نہ ہوا۔ تو قبول کیسے ہو؟ اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو یا سخت پیاس ہو اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی۔ تو کیا اس کی شکایت بجا ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ پوری مقدار کھانے اور پینے کی نہ لیگا تب تک کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی حال دعا کا ہے اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجالاوے وقت بھی میسر آوے تو امید ہے کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے۔ لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مرگئے (گمراہ ہوگئے) اور صدہا ابھی آئندہ مرنے کو تیار ہیں۔ ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شئے ہے جو اسے پاک کرے۔ اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں ان کے ہوتے ہوئے چند دن کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ پھر عجب، خود بینی، تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضائع کردیتے ہیں۔ نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے۔ اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اسے کو قید رکھوگے تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا اور یہ بجز خداتعالیٰ کے فضل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فمن کان یرجوا لقاء ربّہ فلیعملْ عملاً صالحاً ولا یُشرِكْ بعبادۃ ربّہ احداً (پ۱۶ رکوع ۳) عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عُجب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو نہ تکبر ہو نہ نفسانی اغراض کا حصہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خداتعالیٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔ جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کھائے گا۔ اور اس کا نام شرک ہے۔ کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چائے یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے۔ ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا اسی دن قطع تعلق کردے گا۔ جو لوگ خداتعالیٰ سے اس لئے تعلق باندھتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہوجاویں۔ ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں اور ایمان بھی خطرہ میں ہے۔ جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہنچا۔ اسی دن ایمان میں فرق آجاوے گا۔ اس لئے پکا مؤمن وہ ہے جو کسی سہارے پر خداتعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 132-131)

.M.T.A سے استفادہ {4}

سیدنا حضرت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان ودیگر پروگراموں سے کماحقہ استفادہ آسان بنانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ایک جامع منصوبہ بنایا گیا ہے جسکے تحت مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو کی قیادت میں ایک ٹیم مسلسل کام کررہی ہے۔ اور یہ ٹیم .M.T.A پر نشر ہونے والے حضور انور کے پروگرام کا خلاصہ تیار کرتی ہے۔ حتی الوسع حضور انور کے ہی مبارک الفاظ میں یہ خلاصہ تیار کیا جاتا ہے۔ اور یہاں قادیان میں محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر کی راہنمائی میں ایک ٹیم اس کے تراجم اور ترتیب میں کام کررہی ہے۔ مکرم خورشید احمد صاحب خادم اور مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ اس کمیٹی کے ممبران ہیں۔ یہ سب دوست قارئین کی دعاوں کے مستحق ہیں جن کی کاوش سے مشکوٰۃ کو علوم و معارف قرآن پر مشتمل یہ مائدہ قارئین تک پہنچانے کی سعادت مل رہی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (ادارہ)

﷽ 11 ستمبر 2001 کو امریکہ پر ہوئے حملہ کے بعد کی حالات پر تبصرہ ﷽

جرمن ملاقات ریکارڈنگ 19 ستمبر 2001ء

سوال: کیا دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: دہشت گردی کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا ہے کیوں کہ بڑی عالمی طاقیں اس کے پس پشت ہیں۔ یہ بڑی طاقتیں ہی دہشت گردی کو پناہ دیتی ہیں امریکہ طالبان کے پس پشت تھا۔ راکٹ، میزائل لانچر یہ سب امریکہ نے ہی طالبان کو دیئے تھے۔ امریکہ طالبان کو روس کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دہشت گردوں کو روس چین وغیرہ تربیت دیتے ہیں۔ کیوں کہ حکومتیں ہی بے ایمان ہیں اس لئے دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔

فرانسیسی ملاقات ریکارڈنگ 17 ستمبر 2001ء

سوال: عالمی عدالت انصاف کا موجودہ صورت حال میں (۱۱/ ستمبر کے حملہ کے بعد) کیا رول ہے؟

جواب: عالمی عدالت انصاف کا موجودہ صورت حال سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ ان کا کام نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ امریکہ کے زیر اثر ہے۔ Pearl Harbour کے بعد یہ امریکہ کے لیے یہ دوسرا سب سے بڑا سانحہ ہے۔ امریکہ بہت غصہ میں ہے۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے بڑی بڑی عمارتیں تباہ ہوگئی ہیں۔ عمارتوں کے گرنے کی وجہ سے نیویارک فائر سروس کے 500 میں سے تین سو لوگ مارے گئے ہیں۔ یہ سب ہولناک واقعات ہیں۔

سوال: ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد مسلمانوں کو حملوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت کون سے عملی اقدامات اٹھا رہی ہے؟

احمدی ہر قسم کے اقدام اٹھا رہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے احمدی مساجد کے نزدیک رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ احمدی نہ تو دہشت گرد ہیں اور نہ ہی احمدیوں کا دہشت گردی سے کچھ لینا دینا ہے۔ یو۔ کے۔، امریکہ اور جرمنی کی غیر احمدی مساجد پر حملے کئے گئے ہیں۔ لیکن کسی ایک بھی احمدی مسجد پر حملہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھا دیا ہے احمدیوں کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم نے اس حملہ (۱۱ ستمبر کو World Trade Centre پر ہوئے حملہ) کی مذمت میں بیان جاری کئے ہیں۔ کچھ بیوقوف لوگوں کی طرف سے حملہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے مذہب نے حملہ کیا ہے۔ اس لئے اسلام کو الزام نہیں دینا چاہئے۔

سوال: کیا پاکستان مُلّاتوں سے نجات پاسکتا ہے؟

جب تک پاکستان مُلّاؤں سے نجات نہیں پاتا تب تک پاکستان بس نہیں سکتا۔ امریکہ کا مُلّاؤں کے خلاف سخت اور شدید ردّعمل ہوگا۔

پاکستان کے مُلّاں یہ بات جانتے ہیں اس لئے وہ امریکہ کے خلاف مظاہرہ کررہے ہیں۔ امریکہ اپنے مفاد اور بقاء کی خاطر مُلّا ئزم کا خاتمہ کریگا۔ افغانستان میں جو ہوا اس کی وجہ ملائزم ہی ہے جب تک امریکہ کے مفاد میں رہا امریکہ نے مُلاؤں کی حمایت کی۔ پر اب یہ امریکی مفاد میں نہیں ہے۔

سوال: کمانڈو مسعود جو کہ حال ھی میں فوت ہوئے ھیں کے بارہ میں حضور کے کیا خیلات ھیں؟

جواب: مسعود ایک اچھے انسان تھے اس میں کوئی شک نہیں۔ وہ لوگوں کی غداری کی وجہ سے مارے گئے۔ یہ سب کچھ مُلّا عمر نے کروایا۔ میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ ان کی روح پر رحم کرے۔

سوال: ١١ ستمبر کو امریکہ میں جو کچھ ھوا اس کے بارے میں آپ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کیا پیغام دینا چاھتے ھیں؟

جواب: ہم پہلے ہی تمام مسلمانوں کو پیغام دے رہے ہیں چاہے وہ ہماری بات سنیں یا نہ سنیں کہ وہ پُرسکون رہیں اور امریکہ کے خلاف کئے گئے مظالم کی مذمت کریں مگر یہ سن کر ان کو ٹھیس پہنچ جاتی ہے۔ بدقسمتی سے وہ ہمارے پیغام کو سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔

سوال : مسلمان ممالک کا موجودہ صورت حال میں کیا رول ھونا چاھئے.

جواب: انکو امریکہ پر ہوئے حملوں کی مذمت کرنی چاہئے۔ ان حملوں کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر اسرائیل پر حملہ ہوا ہوتا تو کچھ جواز بنتا تھا۔ مگر ہزاروں بے گناہ امریکیوں کو ہلاک کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ کچھ خبیث لوگوں کی وجہ سے مسلمان مصیبت اٹھا رہے ہیں۔ کئی مساجد پر حملہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مساجد پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ لوگ جانتے ہیں کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کی طرح نہیں ہیں۔ اللہ امت مسلمہ پر فضل کرے۔ پاکستان کے ملاّ غصہ سے پاگل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت پاکستان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے پاکستانی عوام حکومت کے خلاف ہوگئے ہیں۔ اب مشرف کو پتہ چلے گا کہ وہ بلا وجہ مُلاؤں کی حمایت کررہا تھا۔ اب اس کو پتہ چلے گا کہ علماء باغی اور نااہل لوگ ہیں۔ مگر پھر بھی اس نے احمدیوں کے خلاف ان کی حمایت کی۔

مجلس عرفان ریکارڈنگ 21 ستمبر 2001ء

سوال: کیا پاکستان میں مُلائوں کا خاتمہ کا وقت آگیا ھے؟

جواب: امید ہے کہ وقت آگیا ہے مستقبل میں ہونے والے واقعات سے پتہ لگے گا۔ تمام مولوی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اورانہوں نے حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا ہے۔ ان کو جہاد کرنے سے پہلے ہجرت کرنی ہوگی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ وہ گھر میں بیٹھ کر جہاد نہیں کر سکتے۔ تمام علماء اکٹھے ہوگئے ہیں پہلے آدھے حکومت کے ساتھ اور آدھے حکومت کے خلاف تھے۔ اب پہلی بار تمام علماء حکومت کے خلاف اکٹھے ہوگئے ہیں۔ دُعا کریں کہ ان سب پر اللہ کا عذاب نازل ہو۔

جرمن ملاقات ریکارڈنگ 26 ستمبر 2001ء

سوال: جہاد کب جائز ھے؟

جواب: قرآن کا جہاد اصل جہاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جنگی جہاد (جہاد بالسیف) سے واپس تشریف لارہے تھے تو آپؐ نے فرمایا ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آرہے ہیں۔ قرآن کا جہاد سب سے بڑا جہاد ہے۔ قرآن کو سچی کتاب ثابت کریں۔ اگر دشمن آپ پر حملہ کرے اور آپ کا مذہب بدلنا چاہے اور آپ کو نماز پڑھنے سے روکے تو پہلے صبر کرو۔ اس کے بعد مظلوموں کو اپنا دفاع کرنے کے لئے جہاد بالسیف کی اجازت دی گئی ہے۔ مظلوم چاہے کمزور ہو پر اللہ ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ یہی جہاد ہے۔

سوال: امریکہ کے افغانستان پر حملہ کے بعد مسلمانوں کو کیا کرنا چاھئیے ؟

جواب: مسلمانوں نے (۱۱ رستمبر) کو جو کیا وہ غلط تھا۔ امریکہ کو حق ہے کہ وہ جو اس کے خلاف کیا گیا اس کا بدلہ لے۔ صدر بُش نے یہ صاف کہا ہے کہ یہ حملہ اسلام کے خلاف نہیں بلکہ دہشت گردی کے خلاف ہے اور یہ صلیب کے لئے نہیں بلکہ دہشت گردی کے خلاف ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کی دشمن ہیں۔ صدر بُش کے اس بیان کے بعد ہمیں ان کی حمایت کرنی چاہئے۔ اس لئے مشرف بُش کی حمایت میں درست ہیں مگر اس حمایت کی وجہ لالچ ہے۔ مشرف نے امریکہ اور جاپان سے پاکستان کے لئے بہت بڑی بڑی رقم لی ہے۔ مگر مشرف اس معاملہ میں ایماندار ہیں یہ ملک کے لئے ہے نہ کہ اپنی ذات کے لئے۔

سوال: جہاد کا ترجمہ کیا ھے؟

جواب: جہاد کا ترجمہ ہے ''کسی کے ایمان کی حملہ سے حفاظت کرنا''

سوال: کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کابل پر لعنت اب بھی برقرار ھے؟

جواب: لعنت تب تک رہے گی جب تک کہ وہ (افغان) احمدی نہ بن جائیں۔ اور احمدی بننا ان کے لئے ممکن نہیں۔ افغانی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ پٹھان پٹھانوں کو قتل کرتے ہیں۔ افغانستان اپنے پر کئے گئے مظالم سے بھرا ہوا ہے۔ افغانی بہت سخت دل لوگ ہیں۔ اور جب تک وہ سخت دل رہیں گے ان پر لعنت جاری رہے گی۔ اسی لعنت کی وجہ سے یہ بن لادن کا واقعہ پیش آیا ہے۔ اور اب امریکہ کی پوری طاقت ان کے خلاف ہے۔ جب تک وہ پوری طرح تباہ و برباد نہ ہوجائیں ان میں تبدیلی نہیں آئیگی۔ اس بڑی شکست کے بعد بچے ہوئے لوگوں میں تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔ اللہ ان لوگوں پر رحم کرے۔

<u>فرانسیسی ملاقات ریکارڈنگ 24 ستمبر 2001ء</u>

سوال: اگر افغانستان پر امریکہ کا حملہ ہوتا ھے تو احمدیوں کا کیا رویہ ھونا چاھئیے ؟

جواب: ہمیں بیک وقت خوش بھی ہونا چاہئے اور غمگین بھی۔ خوش اس لئے کہ شر پسندوں کے سرغنوں کو سزا ملنے والی ہے اور غمگین اس لئے کہ بے گناہوں کو بہت مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی۔ یہی سب سے انصاف پسند رَویّہ ہے اور یہی میرا رویّہ ہے۔ مُلّا پر لعنت کریں نہ کہ عام آدمی پر۔ مُلّاؤں کو سزا ملنی چاہئے جو کہ بدترین مخلوق ہیں۔ اور عام عوام بچائے جانے چاہئیں۔ ملاؤں کے بارے میں یہی میری دُعا ہے۔ یعنی ان کو سزا ملنی چاہئے اور عوام الناس بچائے جانے چاہئے۔

سوال: کیا ھندوستان پاکستان کی جنگ نزدیک ھے؟

جواب: امریکہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کسی جنگ کی اجازت نہیں دے گا۔ اس نے دونوں کو یقین دلایا ہے اور دونوں ہی امریکہ کی بات مانیں گے۔

سوال: اگر پاکستان کے مُلا تباہ و برباد ھوجاتے ھیں تو ھندوستان اور بنگلہ دیش کے مُلّانوں کا کیا ھوگا؟

جواب: مُلّاؤں کے دن اب گنتی کے رہ گئے ہیں۔ امریکہ نے تمام دُنیا سے مُلّاؤں کو دس سال میں ختم کرنے کا پلان بنایا ہے۔ اس لئے صبر کے ساتھ انتظار کریں۔ ایک بار ملاؤں کے ختم ہونے پر مسلمان ممالک ترقی کرنا شروع کر دیں گے۔

سوال: کیا اسامہ بن لادن قصوروار ھے. کیا ھمیں اس کے ساتھ ھمدردی کرنے چاھئیے؟

جواب: (اسامہ بن لادن کے) قصوروار نہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر وہ قصوروار نہیں ہے تو اتنا بڑا منصوبہ کون بنا سکتا

ہے۔ وہ بہت چالاک ہے پر عقلمند نہیں۔ اور عقل کے خلاف کام کرتا ہے۔ وہ بہت ہی چالاک آدمی ہے۔ اس نے 11 ستمبر کے حملوں سے چھ مہینے پہلے اعلان کیا تھا کہ امریکہ کو بڑی سزا دی جائے گی۔ یہ کوئی پیشگوئی نہیں وہ کوئی نبی نہیں ہے۔ اس نے ضرور پلاننگ کی ہوگی۔ پاکستان کو پختہ ثبوت ملے ہیں جو اس نے امریکہ کے حوالے کر دئے ہیں۔ جو کچھ بھی امریکہ کر رہا ہے وہ پختہ ثبوت کی بناء پر کر رہا ہے نہ کہ سنی سنائی کی بناء پر۔

لجنہ سے ملاقات ریکارڈنگ 30ستمبر 2001ء

سوال: افغانستان پر عذاب کب ختم ہوگا؟

جواب: جنہوں نے حضرت عبداللطیف صاحب ؓ کو شہید کیا تھا وہ سخت دل لوگ تھے۔ دلوں کی سختی اب بھی جاری ہے۔ اور دلوں میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہے۔ افغانی آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ جب تک ان دلوں میں تبدیلی رونما نہیں ہوگی عذاب ختم نہیں ہوگا۔

سوال: صورتحال کب بدلے گی؟

جواب: صورتحال کب بدلیگی کہہ نہیں سکتے۔ لیکن چاہے صورتحال ناموافق بھی ہو جماعت ترقی کرتی رہیگی۔

سوال:۔ کیا امریکہ کی جنگ خطرناک ہوگی؟

جواب: امریکہ پر بہت ظلم کیا گیا ہے اب یہ ان کا حق ہے کہ بدلہ لیں یہ امریکہ کے لئے عظیم سانحہ ہے کہ آگ بجھانے والے پانچ سو میں سے تین سو لوگ مارے گئے۔ یہ بہت دردناک سانحہ ہے۔ امریکہ بدلہ لیگا۔ یہ ان کا حق ہے۔ اب کیا ہوگا یہ ہم نہیں جانتے صرف اللہ جانتا ہے۔ یہ بہت زبردست جنگ ہوگی۔ شاید تیسری جنگ عظیم۔

فرانسیسی ملاقات ریکارڈنگ 1اکتوبر 2001ء

سوال: کیا ہمیں مُلانوں پر اللہ کا عذاب نازل ہونے کی دُعا کرنی چاهئے؟

جواب: ہاں۔ خاص طور پر ان حالات میں تمام مُلا اکٹھے ہوگئے ہیں ملاؤں کے تمام لیڈر امریکہ کے خلاف اکٹھے ہوگئے ہیں۔ سب اسلام کے نام پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن دراصل دہشت گردی کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان تمام لیڈروں پر عذاب کے لئے دُعا کریں۔ ساتھ ہی افغان کے عوام الناس کے لئے بھی دعا کریں کہ ان کو کوئی نقصان نہ ہو۔

فرانسیسی ملاقات ریکارڈنگ 15اکتوبر 2001ء

سوال: اسامه بن لادن کو زندہ پکڑاجانا چاهئے یا مردہ؟

جواب: بہت مشکل سوال ہے۔ وہ ہماری نصیحت نہیں مانیں گے۔ اسامہ ان کے لئے بہت چالاک ہے۔ اس نے تمام دینا میں مسلمانوں کے جذبات اتنے بھڑکا دیئے ہیں کہ امریکہ مشکل میں ہے۔ وہ بہت چالاک ہے۔ بم باری بالکل بے رحم ہوتی ہے اور زیادہ تر بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ حالات بہت خراب ہیں۔ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ آخر میں کیا شکل لیں گے۔

سوال: آنے والے رمضان کے مهینه میں کیا دُعائیں کرنی چاهئیں؟

جواب: دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور لعنت شر پسند ملاؤں کے سرغنوں پر نازل ہو اور عوام الناس عذاب سے محفوظ رہیں۔ اس کے علاوہ تمام انسانیت کے لئے دعا کریں۔ تمام انسانیت مصائب میں مُبتلا ہے۔ تیسری جنگ عظیم کا خطرہ منڈلا رہا ہے اللہ ہی جانتا کہ کیا ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں تمام انسانیت کے لئے بھی دعا کریں۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عورتوں کے حقوق کی روشنی میں

قسط اوّل

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان جلسہ سالانہ 2000

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: یقیناً کامل مسلمان مرد اور کامل مسلمان عورتیں اور کامل مومن مرد اور کامل مومن عورتیں اور کامل فرمانبردار مرد اور کامل فرمانبردار عورتیں اور کامل راست گو مرد اور کامل راست گو عورتیں اور کامل صبر کرنے والے مرد اور کامل صبر کرنے والی عورتیں اور کامل عجز دکھانے والے مرد اور کامل عجز دکھانے والی عورتیں اور کامل صدقہ کرنے والے مرد اور کامل صدقہ کرنے والی عورتیں اور کامل روزہ گزار مرد اور کامل روزہ گزار عورتیں اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ نے بخشش کا سامان اور بڑا انعام تیار کر رکھا ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے دین و دنیا میں مرد و عورت کی مساوات کا جو حسین نقشہ کھینچا گیا ہے میرا دعویٰ ہے کہ مساوات مرد و عورت کی ایسی تعلیم دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ بعض کتب میں تو حقوق کے معاملے میں مرد کو عورت سے کئی گنا آگے رکھا گیا ہے اور بعض میں عورت کا باقاعدہ ذکر تو نہیں کیا گیا صرف مرد کا ہی تذکرہ موجود ہے جس سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ مرد کے ضمن میں ہی عورتوں کا تذکرہ آگیا ہے۔

قرآن مجید نے حقوق کے میدان میں مرد اور عورت کو برابری کا درجہ عطا فرمایا ہے لیکن جہاں تک فرائض کا تعلق ہے مرد کے فرائض عورت سے بڑھ کر بیان کئے گئے ہیں یہاں تک کہ عورت کی حفاظت اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی ضمانت بھی مرد پر لگائی گئی ہے۔ اس بنا پر مرد کو عورت کا ''قوّام'' کہا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کے حقوق کی ادائیگی کا نگہبان اور ذمہ دار ہے۔ اور جہاں تک مساوات حقوق کا تعلق ہے تو اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْف

کہ یاد رکھو شوہروں پر بیویوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے بیویوں پر شوہروں کے حقوق ہیں۔ یعنی جس طرح تم یہ خواہش رکھتے ہو کہ بیویاں تمہارے حقوق ادا کریں اسی طرح تم پر بھی لازم ہے کہ تم بھی ان کے وہ حقوق جو تم پر عائد ہوتے ہیں ادا کرو۔

قبل اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں عورت کے حقوق کی حسین تعلیم پیش کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل عورت کی کسمپرسی کی حالت کا کسی قدر تذکرہ کیا جائے۔

اسلام سے قبل دو معروف مذاہب یعنی عیسائیت اور ہندوازم میں عورت ذات کے متعلق نہایت غیر مساوی تعلیم دی گئی ہے بائبل میں تو ہمیشہ کیلئے عورت کو مرد کا محکوم قرار دیا گیا ہے محض اس بنا پر کہ عورت نے سانپ کی بات مانی تھی۔

جہاں تک مذہبی عبادات اور مذہبی حقوق کا تعلق ہے بائبل تعلیم دیتی ہے کہ:

عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں۔ (کرنتھیوں باب ۱۴ آیت ۳۴-۳۵)

جہاں تک ہندو مذہب کا تعلق ہے تو اس مذہب میں بھی عورت کو مرد کے تابع فرمان اور نہایت ذلیل درجہ دیا گیا ہے چنانچہ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ

''لڑکی ہو یا جوان یا بوڑھی عورت اسے آزادانہ طور پر گھر کا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے عورت بچپن میں باپ کی، جوانی میں خاوند کی اور خاوند کی وفات کے بعد اپنے بیٹوں کے ماتحت رہے کبھی آزاد ہو کر نہ رہے۔ (منو سمرتی باب ۵ منتر ۱۴۸)

اسی طرح ہندو دھرم میں عورتوں کیلئے الگ سے مذہبی رسوم و عبادات کوئی ضروری قرار نہیں دی گئیں۔ منوسمرتی کا فرمان ہے:

''عورتوں کیلئے الگ یگیہ ہے نہ روزہ بلکہ خاوند کی سیوا ہی اس کی عبادت ہے''۔ (منو سمرتی باب ۵ منتر ۱۵۶)

اسلام سے قبل بھی عورت خطہ عرب میں زمانہ جاہلیت میں نہایت بے چارگی کی حالت میں زندگی گزار رہی تھی قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے کہ:

''وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (سورہ نحل آیت ۵۹)

کہ جب اُن میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر مل جائے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ نہایت رنجیدہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض قبائل تو لڑکی کی پیدائش کے بعد اُس کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عورت کے ساتھ اسلام سے قبل کئے جانے والے ظالمانہ سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنی ایک نظم میں فرماتی ہیں:

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی۔
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطاء تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تامرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

اسلام سے قبل عورتوں کی حالت

قبل اس کے کہ صنف نازک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں رحمت کا ذکر کروں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اسلام سے قبل عربوں کی ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کردینا ضروری سمجھتا ہوں چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے سید و مولیٰ نبی صلعم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جب کہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظهرا الفساد فی البرو البحر (سورہ روم آیت نمبر ۴۲) یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے... اُس زمانہ میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہنچا ہوا تھا اور کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہیں رہا تھا اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار تھا ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا حُرِّمت علیکم امھاتکم (سورہ نساء آیت ۲۴) یعنی آج مائیں تمہاری تم پر حرام ہو گئیں ایسا ہی وہ مردار کھاتے تھے آدم خور بھی تھے دنیا کا کوئی بھی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تھے اکثر معاد کے منکر تھے بہت سے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہیں تھے۔ لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے تھے یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کھاتے تھے بظاہر تو انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں نہ حیا تھی نہ شرم تھی نہ غیرت تھی شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے جس کا زناکاری میں اول نمبر ہوتا تھا وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے ان کا نام اُمّی رکھ دیا تھا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۷، ۲۸)

علاوہ ازیں تاریخ عرب کا وہ باب جو اسلام سے قبل عورتوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر مشتمل ہیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مرد جس قدر شادیاں کرنا چاہتا کر سکتا تھا۔ دوسری قوم کی گرفت شدہ عورتوں سے ایسے ایسے حیا سوز کام لئے جاتے کہ جس کے ذکر سے زبان رک جاتی ہے عورتیں صرف ایک جائیداد متصور کی جاتی تھیں ان سے اپنے متوفی خاوند یا رشتہ داروں کی جائیداد میں ان کا کوئی حصہ وراثت نہ تھا بلکہ ستم ظریفی یہ تھی کہ وہ خود حصہ جائیداد قرار پاکر حصہ میں چلی جاتی تھی اور وارث چاہتا تو خود نکاح کر لیتا یا کسی غیر سے کرا دیتا۔ ان کی اخلاقی گراوٹ کی انتہاء اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ بیٹے اپنی ماں سے ورثہ کا حصہ سمجھ کر شادیاں کر لیتے تھے طلاق دینے کا طریق بھی نہایت ظالمانہ تھا۔ ایک مرد کئی بار طلاق دیکر پھر عدّت کے اندر واپس لے سکتا تھا۔ دختر کشی کا گھنونی رسم اس قدر رائج تھی کہ اسے پڑھ کر انسانیت کانپ اٹھتی ہے قرآن کریم نے ان کے اس لرزہ خیز داستان کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ۔ (نحل آیت ۵۹-۶۰) یعنی اُن میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر مل جائے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا

ہے اور جس بات کی اُسے خبر دی گئی ہے اس کے مزعومہ شناعت کے باعث وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ آیا اُسے پیش آنے والی ذلّت کے باوجود زندہ رہنے دے یا اسے کہیں مٹی میں گاڑدے۔

چنانچہ ظالموں کے ظلم کی انتہا یہ تھی کہ پانچ چھ سال کی لڑکی کو باپ جنگل کی طرف لے جاتا اور گڑھے کے کنارے جو پہلے ہی سے اس غرض کیلئے تیار کیا ہوا ہوتا اسے کھڑا کر کے اس میں دھکیل دیتا سنگ دل باپ اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ اپنی چیختی چلاتی لخت جگر پر مٹی ڈالکر ہمیشہ کیلئے اس کی آواز کو خاموش کر دیتا۔ سنگ دلی اور ظلم و ستم کے یہ وہ تاریخی اوراق ہیں جنہیں سن کر پتھر بھی پگھل جاتے ہیں مگر یہ وحشی عرب اپنے ان ظلموں پر نادم تک نہ ہوتے اسی لئے تو قرآن حکیم نے فرمایا:

"اَلَا سَآءَ مَایَحْکُمُوْنَ (نحل آیت ٦٠) کہ سنو جو رائے وہ قائم کرتے ہیں بہت بری ہے۔

ایک بار ابو بکر خوارزمی نے اس وقت جبکہ رئیس "بہراہ" کی لڑکی نے انتقال کیا تو ان الفاظ میں اس کی تعزیت کی

"اگر تم اس کے ستر حجاب اور اس کی صفات حمیدہ کا ذکر کرتے تو تمہارے لئے بہ نسبت تعزیت کے بہت زیادہ موزوں ہوتی کیونکہ ناقابل اظہار چیزوں کا چھپ جانا ہی بہتر ہے اور لڑکیوں کا دفن کر دینا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ اگر کسی شخص کی بیوی اس سے پہلے مر جائے تو گویا اس کی نعمتیں مکمل ہو گئیں اگر بیٹی کو اس نے قبر میں اتار دیا تو گویا اپنے داماد سے پورا انتقام لے لیا"۔

پھر ایک شاعر کہتا ہے:

تَھْوِیْ حَیَاتِیْ وَاَھْوِیْ مَوْتَھَا شَفَقًا
وَالْمَوْتُ اَکْرَمُ نُزَّالٍ عَلَی الْحِرَامِ

یعنی وہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں ازراہ شفقت اس کی موت چاہتا ہوں کیونکہ موت عورت کے حق میں بہتر مہمان ہے۔

پس اسلام سے قبل عورت کی عزّت و ناموس کو پامال کر دینا اور انہیں زندہ زمین میں درگور کر دینا اور پھر اسے عمل صالح سے تعبیر کرنا عورتوں پر ظلم و ستم کا ایک ایسا عبرتناک دور تھا کہ جس سے انسانیت آج بھی تار تار ہے۔

اب تاریخ کے ان دہلا دینے والے اوراق سے آپ کی توجہ ہٹا کر بعض دوسرے اوراق کی طرف لے چلتا ہوں جہاں پر اس ستم زدہ عورت کے تعلق سے کچھ اور اقوال و نظریات سامنے آتے ہیں۔ افسوس۔ صد افسوس

یونانی کہتے ہیں سانپ کے ڈسنے کا علاج تو ممکن ہے مگر عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔ سقراط کا قول ہے عورت سے زیادہ فتنہ فساد کی چیز اور کوئی دنیا میں نہیں۔

یوحنا کہتا ہے عورت شر کی بیٹی ہے اور امن و سلامتی کی دشمن۔

الغرض اسلام سے قبل عورتوں کی تحقیر اور ان کے حقوق کی پامالی اور ان پر ہونے والے مظالم کی تاریخ اتنی بھیانک اور خوفناک ہے کہ زبان ان کے ذکر سے اور کان ان کے سننے سے اور دل ان کے احساس سے لرز اُٹھتے ہیں۔

اسلام کے بعد عورتوں کی حالت

آخر اس مظلوم ہستی کی آہ نے عرش الٰہی کو جنبش دی۔ اور رب العالمین کی غیرت جوش زن ہوئی اور اس کی رحمت کا دریا موجزن ہوا پھر کیا تھا دیکھتے دیکھتے فاران کی چوٹیوں سے ابر رحمت کا نزول ہوا جس سے صدیوں کی بنجر زمین لہلہا اُٹھی اور ویرانیاں آبادیوں میں بدل گئیں عرب کے افق سے آفتاب رسالت نمودار ہوا جس کی ضیاء پاش کرنوں نے تاریکی کے جگر کو پھاڑ کر زمین کے چپہ چپہ کو منور کر دیا اور اس وقت عورتوں نے بھی چین کا سانس لیا۔ آیئے اب میں رحمت للعالمین سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات اور حسن سلوک کا اختصاراً ذکر کروں جو آپ نے عورتوں کے ساتھ کیا۔

ایک عورت بچپن میں بیٹی کی حیثیت رکھتی ہے اور جوانی میں شادی کے بعد اس کی ایک اور حیثیت بن جاتی ہے اور وہ بیوی کی ہے اور پیدائش اولاد کے بعد اس کی ایک اور تیسری حیثیت ماں کی ہو جاتی ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے کہ عورت اسلام سے قبل اپنی تینوں حیثیتوں میں مظلومیت کا شکار تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور لطف و کرم نے انہیں ان کی تینوں حیثیتوں میں اپنے دامن رحمت میں لپیٹ لیا۔

عورت بحیثیت بیٹی

چنانچہ رحمت للعالمین نے دختر کشی کی وحشیانہ رسم و رواج کو قطعاً ممنوع قرار دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ۔

وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا ۔ (بنی اسرائیل آیت ۳۲)

یعنی تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اُنہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اور پھر آپ نے بطور وعید یہ اعلان فرمایا

وَاِذَا الْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ. بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۔ (تکویر آیت ۹ اور ۱۰)

یعنی اور جب زندہ گاڑی جانے والی کیبارہ میں سوال کیا جائے گا یعنی لڑکیوں کا زندہ گاڑا جانا قانونی جرم بن جائے گا۔ اور اس وقت ہر وحشی صفت انسان سے اس کے اس ناقابل معافی گناہ کے متعلق سوال ہوگا کہ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کہ آخر کس گناہ کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

پھر بچیوں کی پرورش کی ترغیب کا انداز بھی ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا نرالا ہے مسلم میں روایت آتی ہے

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَا تَيْنِ.

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی تو وہ قیامت کے روز اس طریقہ سے آئے گا کہ وہ اور میں دونوں ایسے ملے ہونگے اور آپ نے انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

پھر مسلم میں ہی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی کہ دو لڑکیاں وہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے تھی تو میں نے اسے تین کھجوریں دے دیں اس عورت نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دیئے اور ایک کھجور اپنے منہ کی

طرف اُٹھائی تاکہ اس کو خود کھائے تو اس کی دونوں لڑکیوں نے وہ بھی مانگ لی اس نے اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دیئے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات اچھی معلوم ہوئی۔ میں نے اس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَوْجَبَ بِھَا الْجَنَّۃَ۔ کہ اللہ نے اس کیلئے جنّت واجب کردی۔ ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا۔

''کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ اس سے بہتر کوئی خیرات نہیں ہوسکتی کہ تو اپنی لڑکی کی مدد اور خبر گیری کرے جبکہ وہ تیرے پاس آئی ہو اور سوائے تیرے اس دنیا میں اس کا کوئی مددگار نہ ہو''۔

پس وہ ہستی جس کا دنیا میں آنا اس کے والدین کیلئے ذلّت و خواری خیال کیا جاتا ہے اور اس بنا پر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اس کی محبت کو اس کے والدین کے دلوں میں قائم کیا اور ان میں یہ احساس پیدا کیا کہ بیٹی بھی اسی طرح ان کے پیار و شفقت کی محتاج ہے جس طرح کے بیٹے (جاری)

خریداران مشکوٰۃ متوجہ ہوں

رسالہ مشکوٰۃ تعلیمی، تربیتی، تبلیغی، اور معلوماتی اغراض کے لئے انتہائی مفید رسالہ ہے۔ لہٰذا احباب جماعت زیادہ سے زیادہ اس کے خریدار بنیں۔ اسی طرح اپنے دوستوں اور حلقہ احباب اور زیر تبلیغ افراد کو بھی اس رسالہ کے خریدار بننے کی رغبت دلائیں۔ نیز رسالہ کی مالی و قلمی اعانت کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء

منیجر مشکوٰۃ

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

NATIONAL & INTERNATIONAL CALL OFFICE

Fax Facility Sending & Recieving Here

Fax open in 24 Hours.

OWNER :
MEHMOOD AHMAD NASIR
Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516
Ph: 0091-1872-22222
(R)20286
Fax: 21390

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH
GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service
All Kind of Electronics
Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here
Near Ahmadiyya Mission Gangtok
Ph: 03592 - 26107
03592 - 81920

تقویم ہجری شمسی کا اجراء

ماہ فتح بمقابل دسمبر ﴿12﴾

اعتماد: کتاب چہ شان خاتم النبیین

از: محترمہ منصورہ الہ دین صاحبہ حیدرآباد

قارئین کرام فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خُلق عظیم اور جو شان کریمانہ ظاہر ہوئی اس کی یاد کو مسلمانوں کے ذہنوں میں ہمیشہ تازہ رکھنے کے لئے جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہ دسمبر کا نام ہجری شمسی تقویم میں فتح تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ''ضرور تم اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہوگے۔ تم میں سے بعضوں کے سر مُنڈے ہوئے ہوں گے۔ اور بعضوں کے بال کٹے ہوئے ہوں گے۔ تم کسی سے نہ ڈر رہے ہوگے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اس وجہ سے اس نے اس خواب کے پورا ہونے سے پہلے ایک اور فتح مقرر کر دی ہے جو خواب والی فتح کا پیش خیمہ ہوگی۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رؤیا کی تعبیر یہی سمجھی کہ شاید ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپؐ پندرہ سو زائرین کے ساتھ آخر فروری 628ء میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جب مکہ والوں کو اطلاع ملی تو وہ چیتے کی کھالیں لئے اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لئے جنگ کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن چونکہ آپؐ کا مقصد جنگ کرنا نہیں تھا بلکہ امن وامان کے ساتھ حج کی اجازت حاصل کرنا تھا اس لئے جنگل کے راستہ سے ہوتے ہوئے مکہ کے قریب حدیبیہ مقام پر پہنچے جہاں وہ عظیم الشان صلح نامہ لکھا گیا جو کہ تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ عرب قبائل میں سے جو چاہیں مکہ والوں سے مل جائیں۔ اور جو چاہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جائیں۔ اور یہ کہ دس سال دونوں فریق کو ایک دوسرے کے خلاف لڑنے کی اجازت نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ ایک دوسرے پر حملہ کر کے معاہدہ کو توڑ دیں۔ چنانچہ قبیلہ بنو بکر مکہ والوں کے ساتھ مل گیا اور خزاعہ قبیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل گیا۔ اِن دونوں قبیلوں میں پُرانی دشمنی چلی آ رہی تھی۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد بنو بکر نے قریش مکہ کے ساتھ مِل کر بنو خزاعہ پر شب خون مار کر ان کے بہت سے آدمی مار دیئے۔ بنو خزاعہ نے چالیس آدمی تیز اونٹوں پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کر دیئے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ والوں کی اس بدعہدی کی اطلاع دیکر معاہد مظلوم کی

جنوری 2001ء سے تقویم ہجری شمسی کے تعارف اور وجہ تسمیہ پر مشتمل جس سلسلہ مضامین کا آغاز کیا گیا تھا اس کی آخری قسط ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام عملی طور پر بھی اس تقویم کو رواج دینے کی کوشش کریں گے تاکہ اسلامی تاریخ کے ان ولولہ انگیز اور ایمان افروز واقعات ہمیشہ ہمارے ذہنوں میں مستحضر رہیں اور ان سے ہم اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیشہ مستفیض و مستفید ہوسکیں

مدد کرنے اور عہد شکن ظالموں سے بدلہ لینے کی درخواست کی جائے۔

قارئین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یقین دلایا کہ اُن کا دکھ ہمارا دکھ ہے۔ چنانچہ فوراً آپؐ نے چاروں قبائل کی طرف پیغامبر روانہ کرادیئے کہ وہ مکہ کی طرف جارہے اسلامی لشکر کے ساتھ آکر شامل ہوتے جائیں۔ اور آپؐ ماہ رمضان 8ہجری مطابق دسمبر 629ء میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہ لشکر فاران کے جنگل میں داخل ہوا تو اس کی تعداد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق دس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

مکہ میں داخل ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے اور حضرت ابوبکر آپؐ کی اونٹنی کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ آپ سیدھے خانہ کعبہ میں آئے اور اونٹنی پر چڑھے چڑھے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر بیت اللہ شریف میں داخل ہوکر وہاں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں میں سے ایک ایک پر آپؐ سوٹی مارتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ یہ اس آیت کا ترجمہ ہے کہ ''حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل یعنی شرک کو ہمیشہ کے لئے شکست کھا کر بھاگنا مقدر تھا۔'' پھر آپؐ نے خانہ کعبہ کے اندر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے شکریہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور پھر باہر آکر دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد جب اہل مکہ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے مکہ والو! اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپؐ سے اسی سلوک کی امید رکھتے ہیں جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ کر معاف فرمادیا۔ سچ ہے

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

قارئین کرام! سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پر توڑے گئے مظالم اور آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے بے مثال صبر و استقامت اور پھر فتح و اقتدار کے حاصل کر لینے کے باوجود ان ظالموں کو معاف کرنے کے واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے ہمارے پیارے حضور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی تصنیف لطیف ''مذہب کے نام پر خون'' میں رقم فرماتے ہیں کہ

''وہ سارے مظالم جو گذشتہ انبیاء پر علیحدہ علیحدہ توڑے گئے تھے اس ایک نبیؐ اور اس کی جماعت پر توڑے گئے۔ اُحد کی سرزمین گواہ ہے کہ سنگدل سفاکوں نے کائنات کی معصوم ترین ہستی کا بدن پے در پے زخموں سے چھلنی کر دیا۔ اُن کو نیزوں میں پرویا گیا اور ان کے سینے چیر کران کے جگر چبالئے گئے۔ اور وہ کام جو روم کے سفاک بادشاہ جنگل کے درندوں سے لیا کرتے تھے، عرب کے درندہ صفت انسانوں نے خود کر کے دکھا دیئے۔ لیکن وہ نبیؐ وہ خالق کائنات کا شاہکار اور اس کے شیدائی نہایت صبر اور حلم کے ساتھ اور غیر معمولی قوت برداشت کے ساتھ ان مظالم کو سہتے رہے اور اُف تک نہ کی۔ اور اپنے دُکھوں اور اپنی قربانیوں اور اپنے بہتے ہوئے خون سے یہ ثابت کر دیا کہ ظلم اور فسادی مذہب کے مخالفین ہوا کرتے ہیں مذہب کے ماننے والے نہیں۔

صرف اس پر بس نہیں کیا بلکہ صبر و تحمل کی صفات کے لاثانی اظہار کے بعد رحم اور شفقت اور عفو کے وہ کمال دکھائے کہ عقل انسانی حیران ٹکٹکی باندھے دیکھتی ہے کہ یہ کون لوگ تھے اور کیسے ان ارفع مقامات تک جا پہنچے۔ چنانچہ اس وقت جبکہ خدائی نصرت کے وعدوں کے ایفاء کا وقت آیا اور کفار مکہ کی گردنیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں، جب دس ہزار قدوسیوں کی چمکتی ہوئی تلواروں کی

زد میں عرب کے سرداروں کے بدن کانپنے لگے تو مکہ کی اینٹ اینٹ گواہ ہے کہ تاریخ عالم نے ایک عجیب معاملہ دیکھا اور قتل عام کے فرمان کے بجائے مکہ کی فضاؤں میں لاتثریب علیکم الیوم کے شادیانے بجنے لگے۔"

قارئین کرام! فتح مکہ کے موقعہ پر رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظالم ترین دشمنوں کے لئے عفو عام کا اعلان فرماتے ہوئے وہی فقرہ دہرایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی معافی کے لئے استعمال کیا تھا۔ دونوں واقعات میں کیا فرق اور کیا نسبت ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس فقرہ کے ادا ہونے میں کیا کچھ فضیلت ہے؟ ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمائیے۔ حضور فرماتے ہیں:

"حسن یوسف بہت مشہور ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جو اصل حسن ہے جس کا سیرت سے تعلق ہے قرآن کریم نے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے چند الفاظ میں محفوظ کیا ہے۔ فرمایا کہ لا تثریب علیکم الیوم آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ یہ معافی کا بڑا عظیم الشان اعلان ہے۔ اور بہت ہی خوبصورت قصہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں جو عجز اور انکسار تھا اس میں ایک یہ بات بھی حیرت انگیز طور پر سامنے آتی ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد آپ نے قوم کو معاف فرمایا تو حضرت یوسف کی طرف توجہ پھیر دی۔ اور وہ الفاظ استعمال فرمائے جو حضرت یوسف استعمال کر چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح میرے بھائی حضرت یوسف نے کہا تھا میں بھی وہی کہتا ہوں۔ حالانکہ اگر آپؐ تجزیہ کر کے دیکھیں، دیانتداری سے مقابلہ کریں تو حسن یوسف کو حسن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ حضرت یوسف نے کیا معاف کیا اور کسطرح معاف کیا اس پر ذرا غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں کا تو یہ سلوک تھا کہ آپس کے مشورہ کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یوسف کو کنویں میں پھینک دو جو اندھا کنواں ہو اور بچنے کے امکان ہوں۔ وہاں سے قافلے گذرتے ہوں اور کسی قافلہ والے کی نظر پڑ جائے اور ہمارے بھائی کو بچا کر لے جائے۔ یہ ظلم تو تھا لیکن ہرگز کسی نے نہ چھیڑ ماری نہ دکھ دیا نہ گالیاں دیں بلکہ بڑے پیار کے ساتھ وہاں کھیلتے کھلاتے اُسے کنوئیں میں چھوڑ کر خود بھاگ آئے۔ اس ظلم کے واقعہ کے بعد کتنے ہی سال گذر جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دوبارہ اپنے بھائی کے سامنے آتے ہیں اور ایسے حال میں آتے ہیں کہ ان کی حالت بڑی قابل رحم ہے۔ فاقوں سے اُن کے پیٹ ان کی کمروں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ بھوک سے تنگ آ کر انہوں نے کتنی مشقت کا سفر اختیار کیا۔ ایسی قابل رحم حالت میں اتنی مدت کے بعد اگر ایسا بھائی کوئی مل جائے تو انسانی فطرت میں از خود رحم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعد کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آئے پھر دوسری دفعہ آئے۔ ملکی قانون اتنا سخت تھا کہ اپنے بھائی کو قانون ملک کے خلاف اپنے پاس روک بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے بدلہ کیا لینا تھا، بدلہ تو لیتا ہے مطلق العنان حاکم جس کے قبضۂ قدرت میں کئی چیزیں ہوں۔

قارئین کرام! قرآن کریم کا یہ احسان ہے کہ حضرت یوسفؑ کے حسن کو اس رنگ میں پیش فرمایا ورنہ اگر آپ تجزیہ کر کے دیکھیں تو بدلہ کی طاقت کوئی نہیں تھی۔ معافی سے مُراد یہ ہے کہ میں نے دل سے تمہارا دکھ دور کر دیا۔ اس سے زیادہ اس معافی کے کوئی معانی نہیں۔ لیکن جہاں تک انتقام لینے کا تعلق ہے اس کا لا تثریب علیکم الیوم سے وہاں کوئی تعلق نہیں بنتا۔

کیوں کہ اس ملک کے قانون میں حضرت یوسفؑ کو یہ دخل نہیں تھا کہ قانون تبدیل کر کے اپنے بدلے چکانے کے لئے کسی پر کوئی زیادتی کرسکیں۔ یہ قرآن کریم کی گواہی ہے۔ اس کے مقابل پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ لا تثریب علیکم الیوم دیکھیں تو کوئی نسبت آپس میں نظر نہیں آتی۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا احسان تھا کہ حضرت یوسفؑ کا ذکر فرمادیا اور ان کے الفاظ میں ذکر فرمایا۔ اور عجز کی انتہا ہے کہ اپنی طرف سے توجہ ہٹا کر حضرت یوسفؑ کی طرف پھیر دی۔ حالانکہ لا تثریب علیکم الیوم کا واقعہ جو مکہ میں رونما ہوا اس کی الگ الگ اور ہر پہلو سے حیرت انگیز شانیں ہیں۔ اس کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ تھا کیا۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ عرب قوم کا اپنا طریق کیا تھا۔ کیا ان میں معافی کے جذبے پائے جاتے تھے؟ اور یہ کہ وہ کس قدر عفو کرنے والے لوگ تھے اور کس حد تک وہ کینوں میں مبتلا قوم تھی۔

قارئین کرام! عرب قوم کے معاملات کا چھوٹا سا اندازہ آپ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ اُن کی بعض لڑائیاں سو سو سال تک چلتی رہیں۔ معمولی معمولی باتوں پر بدلہ لینا ان کی سرشت میں داخل تھا۔ وہ ہرگز معافی کا نام نہیں جانتے تھے۔ بدلے کے معاملہ میں اپنے عزیز ترین اقرباء سے بھی بدلہ لے لیتے تھے۔ اور اس میں ان کے تشدد کا یہ حال تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کا بدلہ اعلیٰ اعلیٰ چیزوں سے لیا کرتے تھے اور پھر اس پر فخر کرتے تھے۔ خانہ کعبہ میں ایسے قصیدے لٹکائے جاتے تھے جن میں اپنے مظالم کی داستانوں پر فخر کیا جاتا تھا۔ یعنی وہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہم بدلہ لینے والی قوم ہیں۔ اور ہرگز معاف نہیں کرسکتے۔ یہ تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم وطن لوگ جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پھوٹتا تھا۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ آپؐ نے معاف کن کو کیا ہے۔ کیسے کیسے ظلم کی داستانیں بکھری پڑی تھیں۔ اسلام کے ساتھ وابستہ ہو کر آپؐ کے غلاموں کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹنے والے، مسلمان عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر شہید کر دینے والے، بچوں کو ذبح کر دینے والے، گھروں سے نکالنے والے، تین سال تک فاقوں کے دکھ دینے والے۔ کوئی ایک دکھ تھا۔ بے انتہا دکھ تھے۔ اور آپؐ کے ساتھ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں والا سلوک کب ہوا تھا۔ آپ کے گرد تو پہرہ لگا ہوا تھا کہ آپ کو زندہ بچ کر جانے ہی نہیں دیں گے۔ عرب کے سارے قبائل نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ سب آپؐ کے قتل میں شامل ہوں گے۔ ہر قبیلہ کا نیزہ آپؐ کے سینے پر پڑیگا۔

قارئین کرام! یہ وہ لوگ تھے جن کو فتح مکہ کے موقعہ پر معاف کیا گیا تھا۔ اور معاف بھی اس شان سے کیا ہے کہ لا تثریب علیکم الیوم کے صرف ایک فقرہ پر اکتفاء نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد معافی کا جو سمندر کھل جاتا ہے وہ آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ اس کی داستان بڑی طویل ہے۔ ایک ایک مجرم جس کا آپ قصہ سنیں کہ اس نے کیا کچھ کیا تھا اور کس طرح آنحضرت ﷺ نے اس سے معافی کا سلوک فرمایا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

پس جب لا تثریب علیکم الیوم کے ان واقعات پر غور کریں گے تو ایک نہیں، دو نہیں، ایسے سینکڑوں واقعات آپ کے سامنے آئیں گے جن کے اثرات پھیلتے جاتے ہیں اور عجیب شان کے ساتھ وہ اثرات نئے اثرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یعنی احسان ایک جگہ جا کر رُک نہیں جاتا بلکہ اس سے نئے احسانات کے چشمے پھوٹنے لگ جاتے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ آنحضرت ﷺ نے جب معاف کر دیا تو معاف کرنا بڑا آسان تھا، اس سے بڑی بیوقوفی کوئی نہیں۔ کیوں کہ ابھی تو وہ خون تازہ تھا جو مسلمان مظلوموں کا بہایا گیا تھا۔ ابھی تو اس کا رنگ بھی تبدیل

نہیں ہوا تھا۔ آپؐ جب ہندہ کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپؐ سمجھتے ہیں کہ حضور بھول گئے تھے کہ حضرت حمزہؓ سے کیا ہوا تھا۔ جب حضرت بلالؓ پر ظلم کرنے والوں کو معاف فرما رہے تھے تو کیا آپ کو یاد نہیں رہا تھا کہ بلالؓ کو کس طرح گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا۔ ایک ایک چیز آپؐ کے ذہن میں تھی۔ ایک ایک دکھ تازہ تھا۔ کتنا غیر معمولی صبر آپ ﷺ نے کیا ہوگا کتنا غیر معمولی دکھ برداشت کر کے آپ ﷺ نے معاف کیا ہوگا۔ یہ بھی آپؐ کی سیرت طیبہ کا ایک حسین منظر ہے۔

قارئین کرام! اس بے مثال عفو و درگذر اور بے نظیر آزادیٔ ضمیر و مذہب کی تعلیم دینے والے کے حسین عملی نمونے ظاہر کرنے والے ہمارے پیارے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض مسلمان کہلانے والے بھی یہ الزام رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد جب آپؐ نے تلوار ہاتھ میں لی تو رفتہ رفتہ بدی اور شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔

دلوں پر لرزہ طاری کرنے والے اس الزام کی تردید میں فتح مکہ کے عفوِ عام کو پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی تصنیف 'مذہب کے نام پر خون' میں تحریر فرماتے ہیں:

"صلح حدیبیہ تک کا دور ختم ہوا اور فتح مکہ کا دن آ گیا جو دراصل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علی وسلم کی ذات پر سے پُر تشدد کا الزام دور کرنے کا دن تھا۔ اُس دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ پر ایک عظیم فتح حاصل کی۔ مگر کسی ایک شخص کو بھی تلوار کے زور سے مسلمان نہ بنایا۔ پس میں اُس دن کا واسطہ دیکر یہ الزام لگانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ جب وہ نبیوں کا سردار ﷺ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا اور مکّے کو اس کی شوکت اور جلال نے ڈھانپ لیا تو وہ جبر کی تلوار کیوں زیر نیام چلی گئی۔ کیاں فتح مکہ کے دن جب مشرکین مکہ کی گردنیں اس رسولؐ کے ہاتھ میں دی گئیں، جب تلواروں کے سائے تلے سرکشوں کے سر خم کرنے کا وقت آیا اور نوکِ خنجر پر ایمان قلوب میں اُتارنے کی مبارک گھڑی آ پہنچی وہ ساعت جب کہ مسلمان فاتحین کے خوف سے عرب سرداروں کے جسم لرزاں تھے اور سینوں میں دل کانپ رہے تھے، جب مکہ کی بستی ایک دھڑکتا ہوا دل بن گئی تھی تو کیا اُن فاتحین کے سردار نے شمشیر کی قوت سے انہیں مسلمان نہیں بنالیا؟ اور اگر ایسا نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا تو پھر حیرت ہے کہ کس دل کے ساتھ یہ لوگ اس سب محبوبوں کے محبوب اور اس بے مثال دلوں کو فتح کرنے والے سے متعلق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کی ہر قوت جاذبہ کی ناکامی کے بعد تلوار کی قوت کارگر ثابت ہوئی۔

حالانکہ فتح مکہ کا دن تو وہ دن ہے کہ جو ابدالآباد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے جبر و تشدد کے الزام کی نفی کرتا رہے گا۔ اس دن کی گواہی ایک ایسی پُر شوکت اور بلند بانگ گواہی ہے کہ کتنی ہی صدیاں گذر گئیں مگر آج بھی مورّخین کے کان اُس کو سنتے اور اُن کے دل اس پر ایمان لاتے ہیں۔ سبحان اللہ

قارئین کرام! اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حسین و دلکش واقعات اور آپ کا اُسوۂ حسنہ صرف پڑھنے اور سننے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو، رحم اور شفقت کا جو سلوک فرمایا اور اس کے پاک نمونے قائم فرمائے ان کا ذکر تو بہت ہی طویل ہے۔ یعنی ایک مجلس میں تو کیا سینکڑوں مجالس میں بھی اس ذکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک عظیم الشان پہلو یہ ہے کہ وہ دور سے بھی حسین نظر آتی ہے اور قریب سے بھی حسین نظر آتی ہے۔ اور قریب جا کر حسن کے

نئے نئے پہلو سامنے آنے لگتے ہیں۔ جس طرح باغ کو آپ بھی ایک نظر سے دیکھتے ہیں، آپ کو بڑا حسین نظر آتا ہے لیکن جب تتلیاں پھولوں کا رس چوستی ہیں تو ان کو پھول کا ایک اور حسن نظر آنے لگتا ہے۔ گویا کسی چیز کو قریب سے دیکھیں تو اس کے حسن کی تفاصیل نظر آتی ہیں۔ پس کامل حسن جو ظاہری بھی ہو اور باطنی بھی ہو اس کی ایک خصوصی علامت یہ بھی ہے کہ وہ دور سے بھی اچھا دکھائی دیتا ہے اور قریب سے بھی۔ البتہ جتنا قریب آئیں اس کا حسن زیادہ جاذب نظر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اس پہلو سے بھی مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات پر بھی آپ غور کریں تو اُن کے اندر بھی آپؐ کی سیرت طیبہ کے بہت عظیم الشان پہلو دکھائی دیتے ہیں ۔۔۔ جب اُسوہ کو سامنے رکھ کر آپ اس کے حسن کا مطالعہ کرتے ہیں یا حسن کا ذکر کرتے ہیں تو لازماً اس کو اختیار کرنے کی پابندی آپ پر عائد ہو جاتی ہے۔ حسب توفیق جتنا بھی اختیار کر سکیں اختیار کر لیں۔ یعنی اپنی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لازماً اس طرف قدم آگے بڑھانے پڑیں گے۔"

قارئین کرام! موجودہ دور میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو طوفان اُٹھ آیا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں اسلام کو کمزور کرنے کے لئے خود مسلمانوں ہی کو ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر رہی ہیں اور آج جماعت احمدیہ پاکستان میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں شدید مظالم سے دوچار ہے۔ مظلومیت کے اس دور میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کو اس حسین انتقام اور اس عظیم اُسوۂ حسنہ کی طرف متوجہ فرمایا ہے جو سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فتح مکہ کے موقعہ پر ظاہر ہوا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"تبلیغ کے ذریعہ ہم نے اپنا انتقام لینا ہے۔ ہمارا ایک سر کاٹا جاتا ہے تو ان کا سر کاٹ کر نہیں، اُن کے سر کو قبول کر کے، محبت کے ساتھ ان کی تعداد اپنا کر اُس میں کمی پیدا کرنی ہے۔ ایک احمدی کو یہ قتل کے ذریعہ کم کرتے ہیں تو آپ ہزار غیر احمدیوں کو احمدی بنا کر اُن میں کمی پیدا کریں۔ یہ انتقام ہے آپ کا ۔۔۔ یہ وہ انتقام ہے جو ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے۔ یہ وہ انتقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل سے لیا تھا۔ اُس کے بیٹے (عکرمہؓ بن ابوجہل) کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ جو ولید سے لیا، اُس کے بیٹے (خالدؓ بن ولید) کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں سینکڑوں دشمنوں سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کے ذریعہ انتقام لیا اور اُن کی نسلیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گئیں۔ اور آپ پر درود بھیجنے لگیں۔ اس سے زیادہ عظیم الشان انتقام سوچا بھی نہیں جا سکتا انتقام بھی ہے اور بھلائی بھی ہے اور احسان بھی ہے۔ ایسا حسین امتزاج انتقام اور احسان کا کوئی دنیا کی قوم مثال پیش کر کے تو دکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غلبہ نصیب ہوا تب بھی یہ احسان کا طریق جاری تھا۔ محض یہ مجبوری کا احسان نہیں تھا۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تا دمِ حیات آپؐ کے دلنشیں و عظیم الشان اُسوۂ حسنہ پر حتی المقدور عمل کرنے کی توفیق دے اور دنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم کا وارث بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

خاکسار کی بھانجی عزیزہ نیلوفر نواز رشیدہ بنت مکرم قمر الحق خان صاحب آف کیرنگ مورخہ 6-3-2001 کو چھ سال کی عمر میں وفات پا گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ والدین اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے کے لئے اور نعم البدل کے لئے درخواست دعا ہے (انعام الحق متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

آپ بیتی

☆خدا کی ہستی کا ثبوت

☆مسمریزم

مرتبہ: مکرمہ امۃ الحی آسیہ صاحبہ

افسانے اور ناول وغیرہ تو عموماً لوگ پڑھتے ہیں لیکن زیر نظر مضمون افسانہ ہے اور نہ ہی کوئی ناول کا حصہ۔ بلکہ سچے واقعات ہیں اور ہیں بھی شائستہ وشستہ طرز کلام میں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمر بھر کے تجربات اور مشاہدات قلمبند فرمائے جو کہ مکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے 'آپ بیتی'' کے نام سے شائع کئے۔ اسی آپ بیتی میں سے درج ذیل واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

خدا کی ہستی کا ثبوت

اب تو اکثر شہروں میں بجلی لگ گئی ہے۔ مگر پہلے عموماً اچھی روشنی کے لئے گول بتی کا لیمپ استعمال ہوا کرتا تھا۔ میز پر پڑھنے کے لئے بھی اور چھت میں لٹکانے کے لئے بھی۔ گول بتی گول شعلہ اور گول چمنی ان لیمپوں کی خصوصیت ہوا کرتی تھی۔ ایک دن میں شفاخانہ کے آؤٹ ڈور میں بیٹھا ہوا تھا کہ بارہ بجے کے قریب ایک لالہ جی اپنی دائیں آنکھ پر رومال رکھے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ ہمارے ہاں گول بتی اور گول چمنی کا چھت گیر لیمپ ہے۔ رات بھر جلتا ہے اور صبح بجھا دیا جاتا ہے۔ آج بھی حسب معمول صبح کے وقت بجھا دیا گیا۔ میں اتفاقاً ابھی آدھ گھنٹہ ہوا کمرے میں اس کے نیچے کھڑا تھا کہ چناح سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے چھت کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اتنے میں چاندی کی دوانی کے برابر ایک ٹکڑا اس لیمپ کی چمنی میں سے الگ ہو کر سیدھا میری دائیں آنکھ کے اندر لگا۔ میں درد کے مارے بے قرار ہو گیا۔ اور بھاگا ہوا ہسپتال آیا ہوں۔ میں نے ان کو میز پر لٹا کر آنکھ میں کوکین لوشن ڈالا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس شیشہ کے ٹکڑے کے تیز کنارے سے ان کی آنکھ صاف آدھم آدھ کٹ گئی ہے۔ میں نے آہستہ سے وہ شیشہ کا ٹکڑا جس سے مشیت الٰہی نے لالہ جی کی آنکھ کی چاند ماری کی تھی۔ زنبور سے پکڑ کر نکال دیا۔ پھر آنکھ پر پٹی باندھ دی مجھے بظاہر کوئی امید نہ تھی کہ آنکھ بچ جائے گی۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند دن میں زخم اس طرح اچھا ہو گیا گویا کبھی لگا ہی نہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی۔ کیونکہ چوٹ کی وجہ سے اس آنکھ میں موتیا بند پیدا ہو گیا۔ دو ماہ کے مسلسل علاج کے بعد وہ موتیا بند بھی آہستہ آہستہ جزب ہو گیا اور مریض کو اچھا خاصہ نظر آنے لگ گیا۔ وہ شخص اب بھی زندہ ہے۔ مگر خدائی تقدیر کا نشانہ دیکھو کہ دن کو لیمپ گل ہونے کے کئی گھنٹے بعد وہ چمنی چٹخی۔ تقدیراً وہ شخص اس کے نیچے کھڑا تھا۔ آواز سن کر اوپر کو دیکھنا تھا کہ شیشے کا ٹکڑا سیدھا آنکھ کے اندر گھس گیا۔ اور اسے دو حصوں میں کاٹ دیا۔ گویا اتفاقی بات نہ تھی۔ بلکہ کسی صاحب ارادہ ہستی کا فعل تھا۔ پھر یہ تماشہ دکھا کر اسی ہستی نے مضروب پر رحم فرمایا اور اپنے کئے کو اَن کیا کر دیا۔ اور اتنا بڑا زخم اچھا ہو گیا مگر آنکھ کی بینائی جاتی رہی۔ کیونکہ ایسے زخموں کا یہی قدرتی نتیجہ ہوا کرتا ہے اس کے بعد اس

ہستی نے پھر دوبارہ اس شخص پر رحم فرمایا اور اس کا موتیا بند اندر ہی اندر چند ہفتوں میں تحلیل اور جذب ہو کر صاف ہو گیا اور مریض کو پھر دکھائی دینے لگ گیا قدرت کے ایسے افعال جن میں خدائی ارادہ، خدائی رحم، اور خدائی شفا شامل حال ہوں۔ میں نے بہت دیکھے اور ساری عمر دیکھتا رہا ہوں۔ اور جس پر ایمان لائے بغیر انسان کبھی حقیقی سکھ اور سچی خوشی حاصل نہیں کر سکتا۔

زبان کے اختلاف کا فساد

پنجاب کے مختلف حصوں کی بولیوں میں اتنا فرق ہے کہ بعض دفعہ زبان کی یہ ناواقفی بڑے فساد یا نقصان کا موجب ہو جاتی ہے۔ کسی علاقہ میں بادنجان کو بینگن کہتے ہیں اور کسی میں ''بتاؤں'' کہیں ''شہدا'' بدمعاش کو کہتے ہیں۔ کہیں شریف اور غریب کو کہیں ''لے ونج'' کے معنی ہیں لے جا۔ اور کہیں اس کے معنی ہیں لے بانس۔ میں ایک دفعہ ملتان کے علاقہ میں نیا نیا لگایا گیا۔ وہاں چھوٹی لڑکی کو مائی کہتے ہیں۔ ایک شخص آ کر کہنے لگا کہ بخار کی دوائی چاہئے۔ میں نے پوچھا کس کے لئے؟ کہنے لگا ایک مائی ہے اسے روزانہ بخار ہو جاتا ہے۔ میں نے عمر نہ پوچھی اور اندازہ کر لیا کوئی عورت ہوگی پچاس ساٹھ سال کی۔ چنانچہ میں نے مائی کا نام لکھ کر دس گرین کونین کا مکسچر اس کے لئے لکھ دیا۔ دوسرے دن وہ شخص پھر آیا۔ اور اس کی گود میں چھ سات مہینہ کی ایک لڑکی تھی۔ پرچی میرے سامنے رکھ کر کہنے لگا کہ اس مائی کے لئے کل بخار کی دوا لے گیا تھا۔ مگر وہ اس کے پیٹ میں نہیں ٹکی۔ کوئی ایسی دوائی دیں جو پچ جائے۔ میں نے کہا یہ تو کسی عورت کی پرچی ہے کہنے لگا نہیں۔ اسی مائی کے لئے آپ سے کل ہی یہ نسخہ لکھوا کر لے گیا تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں لڑکی کو خواہ وہ کسی عمر کی ہو مائی کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ تیری مائی کی قسمت اچھی تھی کہ اسے دواتے ہو گئی۔ اگر اندر رہ جاتی تو شاید یہ آج قبر میں ہوتی۔ کیونکہ چھ ماہ کی بچی کے لئے دس گرین کونین کی مقدار مہلک ہو سکتی ہے۔

خدائی فیصلہ

شملہ کے علاقہ میں بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ حتیٰ کہ اتنی چھوٹی بھی کہ وہاں کی آبادی پانچ سات مردوں سے زیادہ نہیں ہے۔ ایک چارپائی کے سرہانے راجہ صاحب بیٹھے ہیں اور پائنتی وزیر صاحب۔ جو ریاست کے فنانس ممبر، کمانڈر انچیف، ریونیو منسٹر، چیف جسٹس، غرض سب کچھ وہی ہوتے ہیں۔ چارپائی سے نیچے جو تین آدمی بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ ریاست کی ساری رعایا ہوتے ہیں۔ اور بس۔ مگر میں جس ریاست کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ وہ خاصی بڑی تھی۔ وہاں کی عدالت میں ایک نہایت اہم مقدمہ ایک پیتل کی گڑوی کا پیش ہوا۔ مدعی نے کہا گڑوی میری ہے۔ ملزم نے کہا میری۔ بڈھا مدعی بولا۔ کہ اگر مدعا علیہ اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر خدا کی قسم تو میں اپنا دعویٰ چھوڑ دیتا ہوں۔ عدالت نے یہ طریق فیصلہ منظور کر لیا۔ مدعا علیہ صاف قسم کھا گیا اور گڑوی اٹھا کر مع اپنے بیٹے کے چلا گیا۔ غریب مدعی نے بھی ایک ایسی نظر سے اسے دیکھا۔ جو بددعاؤں سے بھری تھی۔ خیر عدالت ختم ہو گئی اور خدائی فیصلہ کا انتظار ہونے لگا۔ جھوٹا مدعا علیہ قسم کے ایک گھنٹہ کے بعد بیٹے سمیت اپنے گاؤں کی پگڈنڈی پر جا رہا تھا کہ ایک دم بادل گھر کر آنے شروع ہو گئے۔ پھر بارش آ گئی اور آخر میں بجلی کا کڑاکا۔ مگر ایسا کہ لوگوں نے برسوں سے ویسا ہولناک کڑاکا نہ سنا تھا۔ دوسرے دن لوگوں نے بجلی سے جھلسی ہوئی دو لاشیں راستہ میں پڑی پائیں۔ اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں وہی گڑوی تھی۔ جو کل عدالت کی میز

پر رکھی ہوئی تھی۔ ایسے خدائی فیصلے ہمیشہ نہیں ہوا کرتے مگر کبھی کبھی صرف بطور نمونہ اہل دنیا کو اس لئے دکھائے جاتے ہیں کہ وہ ایک مالک یوم الدین ہستی اور جزا سزا کے مختار کل عدالت پر ایمان رکھیں ۔ورنہ دراصل یہ دنیا دار الجزاء نہیں ہے۔

عادت کا اثر صحت پر

میڈیکل کالج لاہور میں ہمارے ساتھ یوپی کے ایک طالب علم بھی ڈاکٹری پڑھنے داخل ہوئے۔ آدمی تھے دھان پان مگر طرار۔ پچھلی ساری عمر تو اس طرح گذری تھی کہ آٹھویں دسویں دن گرم پانی سے نہایا کرتے تھے۔ لاہور میں آئے تو کسی ڈاکٹر کا لیکچر سنا کہ روزانہ سرد پانی سے نہانا مفید ہے۔ بس اسی بات کو پلے باندھ کر لے دوڑے۔اب ہر شخص کو تبلیغ کر رہے ہیں کہ بھائی روزانہ ٹھنڈے پانی سے نہایا کرو۔ اس سے صحت بہت اچھی رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ آپ خود بھی تو نہایا کریں کہنے لگے واقعی مجھے تو سب سے پہلے اس پر کاربند ہونا چاہئے تھا۔ غرض انہوں نے اپنی پرانی عادت توڑ کر یکدم روزانہ باسی پانی سے نہانا شروع کر دیا۔ اور وہ بھی علی الصبح اندھیرے منہ سردی کا موسم قریب تھا دسمبر کے مہینے میں بھی ان کا یہ عمل جاری رہا۔ اور ساتھ ہی ان کی لیکچر بازی سرد پانی سے غسل کے متعلق تیز تر ہوگئی۔ چند دن وہ کالج میں نظر نہ آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بیمار ہیں۔ پھر سنا کہ نمونیہ ہو گیا۔ پھر مشہور ہوا کہ ڈبل نمونیہ ہے۔ جو بھی ان کی عیادت کو جاتا وہ ان سے یہی کہتا کہ سرد پانی سے نہانے کا نتیجہ ہے۔ غرض مر مر کر اچھے ہوئے۔ تو انہیں بھی یقین آ گیا کہ واقعی میں بڑی غلطی کی۔ کم ٹھنڈے پانی سے روزانہ نہاتا رہا۔ شکر ہے کہ جان بچ گئی۔ مگر خدا جانے کتنے لوگ میرے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر ٹھنڈا غسل کر کے بیمار ہوئے ہوں گے۔ اور شاید کوئی مر بھی گیا ہو۔ چنانچہ ان کے گھٹنے کا پینڈولم میری طرف زیادہ چلا گیا۔ اور شفا پاتے ہی پہلے پروا پگنڈا کے بالکل برخلاف ان کی تبلیغی مساعی شروع ہوگئیں۔ اب ہر شخص کو منع کرتے پھرتے ہیں کہ باسی اور ٹھنڈے پانی سے نہانا محض خودکشی ہے۔ میں نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے۔ یہ بڑی خطرناک عادت ہے۔ اگر ڈبل نمونیہ سے مرنا منظور ہو تو بے شک جاڑے میں سرد پانی سے غسل کیجئے وغیرہ وغیرہ۔ غرض وہ ان لوگوں میں سے تھے جو میانہ رو اور معاملہ فہم نہیں ہوتے۔ بلکہ محض جزباتی ہوتے ہیں۔ نہ وہ مختلف حالات کے ماتحت مختلف اور مناسب حکم لگاتے ہیں۔ نہ موقعہ اور محل دیکھتے ہیں۔ جب کہ ایک ہی ڈنڈے سے سب کو ہانکنا جانتے ہیں۔ ایسے لوگ جب کسی بات کی موافقت میں تبلیغ کرتے ہیں۔ تب بھی وہ خطرناک ہوتے ہیں اور جب مخالفت میں بولتے ہیں تب بھی خطرناک ہوتے ہیں۔

دعویٰ اور چیز ہے اور حقیقت اور چیز

ایک میرے رشتہ دار بزرگ تھے وہ ظاہر حصہ مذہب کے بہت پابند تھے۔ جب بھی ان سے کبھی ذکر آتا کہ دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت بہت خراب ہوگئی ہے اور وہ ایک حقیقی مصلح کی محتاج ہے تو فرمایا کرتے کہ "ہاں اور لوگ شاید محتاج ہوں مگر ہم تو نہیں ہیں۔ ہم تو پچاس سال سے باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔ رمضان کے روزے رکھتے ہیں بلکہ نفلی بھی۔ تہجد پڑھتے ہیں پچھلی رات سے ذکر شروع کرتے ہیں تو محلہ والے بھی بیدار ہو جاتے ہیں۔

حزب البحر کئی لاکھ دفعہ پڑھ چکے ہیں۔ دعائے گنج العرش کا لفظ لفظ یاد ہے کسی سے برائی نہیں کرتے کوئی عیب ہم میں نہیں لوگوں کی خیر خواہی اور خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ بھلا کسی مصلح کی کیا ضرورت ہے۔" چونکہ صوبہ بہار کی طرف ہمارے کنبہ کو بعض گاؤں بطور معافی ملے ہوئے تھے اس لئے ان بزرگ کو ہم نے نگران بنا رکھا تھا۔ ایک سال ہماری کسی غفلت اور گاؤں والوں کی شکایت کی وجہ سے وہ گاؤں نیلامی پر چڑھ گئے۔ بچارے بزرگ صاحب دوڑے

اور بڑی کوشش سے دیہات کو مصیبت سے واگذار کرایا۔ مقدمات ہوئے۔ گواہیاں پیش ہوئیں تو ان کو بہت سے گواہ فرضی کھڑے کرنے پڑے۔ کئی آدمیوں سے غلط اور جھوٹی گواہیاں دلوانی پڑیں ۔اور بہت سی ناجائز باتیں کرنی پڑیں۔ جب فتح یاب ہو کر واپس آئے تو فخریہ بیان کرنے لگے کہ میں نے زمینیں واگزار کرانے کے لئے ان فریبوں اور چالاکیوں اور رشوتوں اور جھوٹی گواہیوں سے کام لیا۔ تب مطلب بر آیا۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ تو سب کچھ درست۔ مگر کیا یہ باتیں شرعاً جائز تھیں؟ فرمانے لگے اور کیا کرتا؟

اس وقت ان کے ظاہری تقویٰ کی سب حقیقت ہم پر اور خود ان پر واضح ہوگئی کہ ذرا سا نقصان دیکھ کر بظاہر پارسا لوگ ہر قسم کی ناجائز کاروائی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تب پتہ لگتا ہے کہ ان میں سے صرف ظاہری دینداری ہے یا حقیقی پاکیزگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اکثر مولویوں اور صوفیوں کا ظاہری حال پسندیدہ نظر آتا ہے۔ مگر مشکلات مصائب اور مقدمات کے وقت ساری حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اس زمانہ میں واقعی بڑی اصلاح کی محتاج ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں صرف امن انصاف اور دنیا میں اصلاح اور ترقی کی خاطر لڑنے کی دعویدار ہیں۔ مگر پردہ اٹھا کر دیکھو تو وہی زمین کی حرص ،قومی برتری خام مصالحہ کے حصول کی خواہش اور ایک دوسرے سے نفرت ان سب دعوؤں کی پشت پر کارفرما نظر آئیں گی۔ اور اپنے مطلب کے حصول کے لئے جھوٹ ، رشوت ظلم اور چالاکی سب شیر مادر ہونگے۔

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسے کا دیکھیں تو مرتے ہیں

بیویوں میں عجیب اور نرالا انصاف

ایک میرے دوست تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں۔ حکیم بلکہ اشتہاری حکیم تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں۔ بیچارے کہیں سے یہ بھی سن بیٹھے تھے کہ شریعت کا حکم ہے کہ جب تم ایک سے زیادہ بیویاں کرو تو عدل و انصاف پر عمل کرو۔

ایک دن ان کی ایک بیوی ہمارے ہاں آئیں تو ان کے جسم پر تازہ نشانات زدو کوب کے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ کیا حکیم صاحب آپ سے ناراض ہیں؟ کہنے لگیں نہیں تو۔ وہ تو بیوی نمبر 2 سے ناراض تھے۔ پوچھنے والے نے کہا پھر یہ چوٹوں کے نشان آپ کے جسم پر کیسے ہیں؟ کہنے لگیں یہ عدل و انصاف کے نشانات ہیں۔ اس نے نہایت تعجب سے پوچھا ''اس پر انہوں نے کہا کہ حکیم جی جب بھی اپنی کسی بیوی پر ناراض ہوتے ہیں تو اسے خوب پیٹتے ہیں۔ مگر پیٹنے کے بعد اپنی باقی تین بیویوں کو سامنے بلا کر فرماتے ہیں کہ اب میں جب گھر سے باہر جاؤں گا تو تم تینوں اس کی نقلیں کروگی اور اسے چڑاؤ گی نیز انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب اسے مار پڑی ہے تو تمہیں بھی پڑے۔ اس لئے اب ادھر میرے پاس سامنے آجاؤ۔ اس کے بعد جس قدر پہلی کو پڑی تھی۔ اتنی ہی مارکوٹ سے باقیوں کی تواضع فرماتے ہیں۔ یہ میرے جسم پر اس عدل و انصاف کے نشانات ہیں۔ ناراضگی کے نہیں ہیں۔

مسمریزم

اکثر مقامات پر کلبوں اور جلسوں میں میں نے مسمریزم کرنے والوں کے تماشے دیکھے ہیں ۔ کئی تماشے تو صرف چابکدستی اور ہوشیاری کے کھیل ہوتے ہیں لیکن کئی جگہ اصل مسمریزم بھی ہوتا ہے۔ اور مسمرائیزر اپنے ساتھ ایک لڑکا بطور ''معمول'' رکھتا ہے۔ جس پر توجہ ڈال کر وہ باتیں پوچھتا ہے۔ ایک دفعہ ایک کلب میں سب افسر لوگ بیٹھے ہوئے ایسے ہی تماشے دیکھ رہے تھے کہ تماشے کرنے والے نے کہا۔'' صاحبان۔ آپ اپنے دل میں کسی پھول کا خیال کریں۔ اس کے بعد اس نے کہا ڈپٹی صاحب آپ نے موتیا کا پھول دل میں رکھا ہے۔ تحصیلدار صاحب آپ نے چنبیلی کا پھول ،

کپتان صاحب آپ نے نرگس کا پھول وغیرہ وغیرہ۔ سب لوگ یہ بات دیکھ کر متعجب ہوئے وہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بھی موجود تھے انہوں نے کوئی پھول اپنے دل میں نہیں رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ میں نے تو کوئی پھول دل میں نہیں رکھا۔ مگر تم نے ان لوگوں کو جواب بہت صحیح دیئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم نے کوئی اندازہ لگایا ہے۔ تماشہ کرنے والا کہنے لگا۔ اب آپ اپنے دل میں کسی پھول کا نام سوچ لیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا اچھا۔ میں نے سوچ لیا۔ اب بتاؤ۔ وہ شخص کچھ دیر تو چُپ رہا۔ پھر کہنے لگا۔ ''گوبھی کا پھول'' ڈپٹی کمشنر صاحب کرسی سے اچھل پڑے اور کہنے لگے۔ ''میں نے خیال کیا تھا کہ ایسا پھول ذہن میں رکھوں جدھر تمہارا خیال بھی نہ جائے مگر تم نے بتا ہی دیا''۔

اسی طرح یہ لوگ نوٹوں کے نمبر، گھڑی کا وقت، اور بعض باتیں جو کاغذ پر لکھ کر محفوظ کر لی جاویں۔ اپنے معمول یعنی (سبجیکٹ) کی معرفت بتا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس لڑکے کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان سب تماشوں کو دیکھ کر جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ مسمرائیزر اپنے عمل کے زور سے غیب حاضر بتا سکتا ہے۔ یعنی ایسی مخفی چیز جو موجود ہو اور قریب ہو لیکن غیب غائب ہے۔ یعنی ایسی بات غیب کی جو آئندہ ہونے والی ہو نہیں بتا سکتا۔ مثلاً وہ لڑکا یہ تو کہہ دے گا کہ فلاں شخص کی جیب میں اتنے روپے ہیں۔ یا فلاں شخص کی گھڑی میں یہ وقت ہے۔ مگر فاصلہ ہو تب نہیں بتا سکے گا۔ اور نہ یہ بتا سکے گا کہ کل پرسوں یا فلاں دن ایسی ایسی بات وقوع میں آئے گی۔ حاضرین میں سے کسی کے دل میں خاص بات اس وقت تو پڑھ لے گا لیکن یہ کہ دس دن کے بعد فلاں شخص کو پچاس روپیہ کا منی آڈر ملے گا یہ نہ بتا سکے گا۔ پس مسمرائیزر کا غیب نزدیک کی اور موجود باتوں کے تعلق تو ٹھیک ہو سکتا ہے مگر وہ پیشگوئی نہیں کر سکتا۔ لوگ غلطی سے ان دونوں باتوں کو ملا دیتے ہیں اور اس کو غیب دان سمجھ لیتے ہیں۔

یوگ بھی مسمریزم ہی کی مشق ہے اور اس کی بھی یہی اصلیت ہے یوگ میں کسی لڑکے کو مسمرائیز کرنے کی بجائے خود اپنے آپ کو مسمرائیز کرتے ہیں۔ یوگ بھی اپنی مشق کے زور سے یہ تو بتا دے گا کہ کسی بند خط میں کیا مضمون ہے۔ (کیونکہ یہ غیب حاضر ہے) لیکن یہ نہ بتا سکے گا کہ اگلے برس مجھے اس مضمون کا خط فلاں شخص کی طرف سے ملے گا۔ (کیونکہ یہ پیشگوئی ہے۔)

اس علم کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر مذہب والا بلکہ لا مذہب اور دہریہ بھی اس کی مشق کر سکتا ہے۔ اور تماشے دکھا سکتا ہے۔ غلطی سے آج کل اسی طاقت کا نام لوگوں نے مذہب کی روحانیت رکھ چھوڑا ہے۔ بیماری کو اچھا کرنا۔ توجہ دینا۔ دلوں پر اثر ڈالنا۔ بے ہوش کر دینا وغیرہ۔ یہ سب مسمریزم ہے اور ہر مذہب والا کر سکتا ہے بشرطیکہ اس میں قدرتی طور پر یہ طاقت زیادہ ہو اور مشق اچھی ہو۔ مشہور غلام پہلوان امرت سری کا لڑکا ایک دفعہ میرے پاس آیا تو میں نے پوچھا کہ ''باپ کا علم بھی کچھ سیکھا ہے۔'' کہنے لگا نہیں۔ یہ میں نے کہا ''کیوں''؟ اس نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ جب اکھاڑے میں اترتا ہوں تو دم چڑھ جاتا ہے اور میں قدرتی طور پر سخت ورزشوں کے ناقابل ہوں۔ اسی طرح بعض آدمی قدرتی طور پر توجہ یعنی مسمریزم کی طاقت اپنے اندر زیادہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر مشق کریں تو بے ہوش کرنا تو کیا ایک نظر سے انسان کو مار بھی سکتے ہیں۔ مگر اس کو تعلق مذہب سے کیا؟ آدمی تو لٹھ سے بھی مارا جا سکتا ہے۔ پس جو لٹھ اچھا چلائے وہ بھی خدا رسیدہ ہوتا ہوگا؟ مذہب صرف دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ (۱) خدا شناس (۲) اعلیٰ اخلاق۔ نہ کہ مسمریزم اور پہلوانی کیونکہ مسمریزم بھی اعصاب کی پہلوانی ہی ہے۔

(بشکریہ خالد۔ ربوہ ستمبر ۹۹ء)

قسط اول

واقفینِ نو کیلئے
خدمت دین کی غرض سے پیشہ وارانہ انتخاب کے سلسلہ میں
عمومی رہنمائی

محترم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب
انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ۔ لندن

بعض واقفین نو کے والدین انفرادی طور پر رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب ان کے بچے بڑے ہو جائیں گے تو وہ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کریں گے۔ ایسے والدین کی اطلاع اور عمومی رہنمائی کے لئے یہ مضمون شائع کیا جارہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں ۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو اس مبارک تحریک کے آغاز کا اعلان فرمایا تھا اور اس کے بعد چار مزید خطبات میں احباب جماعت کو تفصیلی ہدایت سے نوازا تھا۔ یہ خطبات پاکستان میں علیحدہ علیحدہ اور بیرونی پاکستان کے لئے یکجائی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ ان خطبات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مبارک تحریک کے مختلف پہلوؤں مثلاً اس کے اغراض و مقاصد، والدین اور نظام جماعت کی ذمہ داریوں کے بارہ میں رہنمائی فرمائی۔ ان ہدایات پر غور کیا جائے تو وہ آئندہ کے لائحہ عمل پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔ اسی لئے والدین کو ہمیشہ اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ وقف کا ارادہ کرنے سے قبل اِن خطبات کا بغور مطالعہ کریں اور وقف کرنے کے بعد بھی ان خطبات کو پڑھتے رہیں اور ان میں بیان فرمودہ ہدایات کو مدّ نظر رکھ کر اپنے بچوں کی تربیت کی کوشش کرتے رہیں۔

سب سے اہم اور بنیادی بات

وقف نو کے ضمن میں سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی یہ بات ذہن نشین کروائی جانی چاہئے کہ وہ اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہیں اور بڑے ہو کر انہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کام کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''ان کو بچپن سے ہی اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنانا۔''

(خطبہ جمعہ ۳/اپریل ۱۹۸۷ء)

وہ والدین جو اپنے بچوں کے ذہن میں شروع سے ہی یہ احساس پیدا نہیں کرتے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے وقف ہیں اُن کے بچے بعض دفعہ بڑے ہو کر وقف کی طرف مائل نہیں ہوتے اور وقت آنے پر وقف کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے یا بڑے ہو کر ایسے پیشوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خدمت اسلام سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک ملک سے اطلاع موصول ہوئی کہ جب وہاں بچوں کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے چند بچے ایسے پیشوں کی طرف راغب ہیں جن کے تحت وہ جماعت کے لئے کارآمد نہیں ہونگے۔ اسلئے اس پہلو پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ شروع سے ہی یہ بات بچوں کے ذہن نشین کروائی جانی چاہئے کہ انہیں خدمت اسلام کے لئے مانگا گیا تھا اور یہ کہ ان سے کیا بلند توقعات وابستہ کی گئی ہیں۔

اس ضمن میں دعاؤں کی بھی بہت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ سیدنا حضور انور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ:

''خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے اُن قربانیوں کو سجا کر پیش کرتے ہیں ۔۔۔ پیشتر اس کے یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں۔ جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹)

والدین کو شروع سے ہی اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ان کا بچہ بڑا ہو کر کسطرح خدمت کرے گا۔ کیا وہ بطور مربی سلسلہ اسلام کی خدمت کریگا یا کسی اور رنگ میں پیشہ وارانہ مہارت کے ساتھ مثلاً استاد، ڈاکٹر یا زبانوں کا ماہر بنکر اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرے گا۔ اس امر کے لئے والدین کی خواہشات کے علاوہ بچوں کے ذہنی رجحان کو بھی ملحوظ رکھا جانا چاہئے۔

اس مقصد کے لئے مرکزی ہدایات کے تحت تمام ممالک اور جماعتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ کریئر پلاننگ کمیٹیاں تشکیل دیں جو والدین کی خواہشات، بچوں کے ذہنی رجحانات، ان کی تعلیمی استعدادوں اور جماعتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر والدین کی رہنمائی کریں۔ والدین کو چاہئے کہ اپنی جماعتوں کے سیکریٹریان اور صدر صاحبان سے رابطہ رکھیں۔ اور جہاں جہاں ایسی کریئر پلاننگ کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں ان سے استفادہ کریں۔ اگر کہیں ایسی کمیٹیاں قائم نہیں ہوئیں تو ذمہ دار عہدیداران کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے پھیلتی ہوئی جماعت اور اس کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ بے شمار پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے واقفین زندگی وقت کے جدید تقاضوں کے تحت خدمات کے لئے دستیاب ہوں۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف نو جاری فرمایا تھا۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں نیز جماعت کی آئندہ زمانوں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے عمومی رہنمائی کے طور پر چند پیشوں کا انتخاب درج ہے۔

مربّیان اور مبلّغین

جماعت کو بے شمار مربیان کی ضرورت ہے جو دنیا بھر میں تبلیغ اور تربیت کا کام کر سکیں ۔ جامعہ احمدیہ میں عام طور پر میٹرک یا G.C.S.C. کے بعد بچے داخلہ لیتے ہیں اور پانچ سات سال کی تعلیم کے بعد شاہد کی ڈگری حاصل کر کے مربی سلسلہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کے بعض مربیان مزید تعلیم اور ریسرچ کے ذریعہ مختلف مضامین مثلاً قرآن مجید، حدیث، فقہ، کلام، اور موازنہ مذہب وغیرہ میں اختصاص (Specialisation) بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ، قادیان، انڈونیشیا، گھانا، تنزانیہ اور نائجیریہ میں مربیان کی ٹریننگ کے لئے جامعات قائم ہیں۔ سیدنا حضور انور نے انگلستان اور کینیڈا میں بھی جامعہ احمدیہ کے قیام کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ جو انشاء اللہ چند سالوں تک کام شروع کر دیں گے۔ مزید معلومات کے لئے ان جامعات سے رابطہ کیا جانا چاہئے۔

وقف اور تعلیمی مہارت کا اصل مقصد

مربیان اور مبلغین کی تیاری کے علاوہ والدین کی عمومی رہنمائی کے لئے چند پیشوں کا انتخاب درج ہے۔ پیشوں کے ذکر سے قبل یہ امر بیان کرنا ضروری ہے کہ وقف اور مختلف پیشوں کے ذریعہ خدمت کا اصل مقصود خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد ﷺ

کے ساتھ اپنا اور اپنے اولاد کا تعلق مضبوط کرنا ہے اور روحانیت میں ترقی کرنا ہے۔ اس عظیم مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''دعائیں کریں کہ اے خدا! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے، ان کو اپنے لئے خاص کر لے۔ تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔''

(خطبہ جمعہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو توجہ دلائی کہ بچوں کو شروع سے ہی متقی بنانے کی کوشش کریں اور ان کے دل دین کی طرف راغب کریں۔ فرمایا

''واقفین نو کو بچپن سے ہی متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک وصاف رکھیں اور ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجہ میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو۔''

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر ۱۹۸۹)

زبانوں کے ماہرین:

متوقع تعلیمی معیار: ایم۔اے/پی۔ایچ۔ڈی۔ موزوں مردوں اعورتوں کے لئے۔

آئندہ زمانوں میں جماعت کو ایسی بے شمار ماہرین کی ضرورت ہوگی جو مختلف زبانوں پر کامل عبور رکھتے ہوں۔ یعنی بول چال اور تحریر کی مشق رکھتے ہوں نیز ترجمہ اور تصنیف کی صلاحیت رکھتے ہوں ۔اور ان میں اتنی صلاحیت کہ وہ قرآن مجید، کتب مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے احمدیت کے خطبات اور ان کی تصانیف نیز سلسلہ کے دیگر لٹریچر کو باآسانی تراجم کی صورت میں پیش کر سکیں اور ضرورت پڑنے پر ان ملکوں میں تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کر سکیں۔

سیدنا حضور انور نے اپنے خطبات میں ایسی زبانوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے واقفین نو کو اردو، عربی، انگریزی، روسی، چینی، اٹالین، پولش، سپینش، پرتگالی، ٹرکش، کورین اور جاپانی زبانوں میں اعلیٰ مہارت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وقف نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں سیدنا حضور انور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ جرمنی کی جماعت خاص طور پر اپنے واقفین کو ایسٹرن بلاک کی زبانوں یعنی ہنگرین، رومانین، البانین، بلغارین اور چیکوسلواکین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار کرے کیوں کہ یہ ایسی زبان ہیں جن کا جرمنی سے تعلق ہے اور جرمن قوم ان سے پرانی تاریخی روابط رکھتی ہے۔ اپنے خطبات میں حضور انور نے خاص طور پر لڑکیوں کو زبانوں کی ماہرین بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

نیز یہ کہ وہ ٹائپ اور کمپیوٹر پر کام کرنا بھی سیکھیں تاکہ وہ بغیر خاوندوں سے علیحدہ ہوئے گھر بیٹھے تصنیف کا کام کر سکیں۔

اسی طرح فرمایا کہ وہ بچے جو مغربی دنیا میں آباد ہیں ان کے لئے ان ملکوں میں زبانیں سیکھنے کی بہت سہولتیں حاصل ہیں۔ ان کے لئے اس کے والدین کو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ وہ شروع سے ہی اس بات کا مصمم ارادہ کر لیں کہ انہوں نے اپنے بچوں کو کسی نہ کسی زبان کا ماہر بنانا ہے۔

دینی امور کے ماہرین:

وقف نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ واقفین میں سے ایک حصہ ایسا ہونا چاہئے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی امور کے ماہرین بنیں۔ مثلاً کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماہر ہوں اسی طرح بعض غیر احمدی مسلمانوں سے متعلق فرقوں میں اختصاص حاصل کریں۔

(جاری)

رپورٹ لجنہ اماء اللہ قادیان کا 21واں اور ناصرات الاحمدیہ قادیان کا 30واں سالانہ لوکل اجتماع

منعقدہ مؤرخہ 25,24 اور 26 ستمبر 2001ء بروز سوموار، منگل اور بدھ بمقام بیت النصرت لائبریری قادیان

خالص روحانی ماحول میں علمی، دینی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام

﴿مضافات پنجاب بھٹی وال، سوئیاں اور بھام سے 26 نومبائعات مستورات وبچیوں کی شرکت﴾

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ لجنہ اماء اللہ قادیان کا 21واں اور ناصرات الاحمدیہ قادیان کا 30واں لوکل اجتماع مؤرخہ 24 تا 26 ستمبر 2001ء کی تاریخوں میں منعقد ہوکر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ مہمان مستورات کی تفصیل اس طرح ہے:

24/09/01 بھٹی وال وسوئیاں 9 ممبرات وبچیاں

26/09/01 بھام سے 17 ممبرات وبچیاں

پہلا دن پہلا اجلاس مؤرخہ 24/09/01: پہلے دن پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ٹھیک 1/2 9 بجے زیر صدارت محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ خادم کی تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔ بعدۂ عہد لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ دوہرایا گیا۔

ازاں بعد محترمہ امۃ الباسط بشریٰ صاحبہ نے کلام حضرت مسیح موعودؑ "کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا" خوش الحانی سے پڑھا۔

بعد ازیں صدرِ اجلاس محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے آپسی تعاون کی طرف توجہ دلائی اور اجتماعی دعا کروائی۔ دُعا کے بعد محترمہ نصرت بیگم صاحبہ بدر صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے جولائی 2000ء تا جون 2001ء کی سالانہ رپورٹ لجنہ اماء اللہ قادیان پیش کی۔

بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی 7 ممبرات نے ترانہ

"فکر ونظر سے ہے بلند تیرے وجود کا مقام"

دونوں جہاں کے بادشاہ تجھ پر درود وسلام"

بعدۂ محترمہ طیبہ ناز صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ قادیان نے جولائی 2000ء تا جون 2001ء کی سالانہ رپورٹ ناصرات الاحمدیہ قادیان پیش کی۔ اس کے بعد لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید ناصرات الاحمدیہ معیار دوئم:

اوّل: عزیزہ وجیہہ بشارت

دوئم: سارہ وقفی

سوئم: منصورہ نصیر۔ صائقہ تاج

مقابلہ نظم خوانی معیار سوئم ب ناصرات:

اول: عزیزہ عالیہ انعام

دوئم: عالیہ بشریٰ اور فریحہ خالد

سوئم: راحیلہ صدف اور لمۃ الکریم طیبہ

مقابلہ تقاریر معیار اول ناصرات الاحمدیہ:

اول: عزیزہ ھبۃ الحلیم

دوئم: طاہرہ شازیہ

سوئم: عظمیٰ جبیں اور لمۃ البصیر طوبا

پہلا دن دوسرا اجلاس 24-9-01: پہلے دن دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نائب سیکریٹری خدمت خلق لجنہ بھارت، محترمہ نور السحر سعدیہ کی تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔ ازاں بعد محترمہ رابعہ نسیم صاحبہ نے کلام سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ "کیا التجا کروں کہ مجسم دعا ہوں میں" پیش کر کے حاضرات کو محفوظ کیا۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید لجنہ اماء اللہ:

اول: نور السحر سعدیہ صاحبہ۔ شاہدہ مبارکہ

دوئم: عطیۃ القدیر۔ زکیہ قیصرہ

سوئم: لمۃ الباسط بشریٰ صاحبہ۔ طاہرہ نصیر صاحبہ

درس القرآن کریم: مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے درس القرآن کریم دیا۔ آپ نے امت محمدیہ جس کو خیر امت کہا گیا ہے" کو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین فرماتے ہوئے ازواج مطہرات کا ذکر کر کے حضرت عائشہؓ سے سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ ازاں بعد بقیہ مقابلہ جات محترمہ لمۃ الرحمن صاحبہ چوہدری سیکریٹری خدمت خلق لجنہ بھارت کی صدارت میں منعقد ہوئے۔

مقابلہ بیت بازی معیار اول ودوئم ناصرات:

اول: عزیزہ ھبۃ الشکور عالیہ

دوئم: طوبیٰ احمد خان

سوئم: مدیحہ عارف

اس کے بعد معیار سوئم الف کی ۶ بچیوں نے ترانہ

"ذرا دل تھام لو اپنا، کہ اک دیوانہ آتا ہے" پیش کیا۔

مقابلہ ذہنی آزمائش معیار دوئم ناصرات:

اول: عزیزہ نیرہ نورین۔

دوئم: عزیزہ سارہ وقعی

سوئم: عزیزہ وجیہہ بشارت

مقابلہ فی البدیہہ تقریر معیار اول ناصرات

اول: عزیزہ عظمیٰ جبین

دوئم: عزیزہ ھبۃ الحلیم

سوئم: عزیزہ طوبیٰ احمد خان

پہلا دن شبینہ اجلاس 24-9-01: پہلے دن کے شبینہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ بشریٰ چیمہ صاحبہ جنرل سیکریٹری لجنہ اماء اللہ بھارت کے زیر صدارت محترمہ بشریٰ رعنا صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔

ازاں بعد محترمہ روزینہ شبنم صاحبہ نے کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ "بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے" خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ طاہرہ شاذیہ نے تاریخ پارے اور نظم محترمہ لمۃ العزیز صاحبہ نے بعنوان حضرت مرزا منصور احمد پڑھی۔

مقابلہ نظم خوانی لجنہ اماء اللہ:

اول: عزیزہ ذکیہ شمس۔ لمۃ الباسط بشریٰ

دوئم: طیبہ ناز۔ بشریٰ رعنا۔ لمۃ الحفیظ فائزہ

سوئم: مریم حنا کوثر۔ عطیۃ القدیر صاحبہ

دوسرا دن پہلا اجلاس 25-09-01: دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ نصرت بیگم بدر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کے زیر صدارت محترمہ لمۃ النور شبانہ کی تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔ ازاں بعد محترمہ قانتہ شہلا صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کلام: "اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے" خوش الحانی سے پیش کیا۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید معیار سوئم ب ناصرات:

اول: عزیزہ فریحہ خالد۔ عزیزہ شاذیہ بشریٰ

دوئم: عزیزہ عالیہ انعام

سوئم: عزیزہ ماہدہ ثمن۔ رومانہ مبارک

مقابلہ نظم خوانی معیار دوئم ناصرات:

اول: عزیزہ وجیہہ بشارت۔ عزیزہ منصورہ نصیر۔ عزیزہ سارہ وقعی۔

دوئم: تہمینہ احسن۔

سوئم: فائزہ منصور۔ فرحانہ ارم

بعد ازیں عزیزہ طاہر نصیر کے تاریخ پارے پیش کرنے کے بعد محترمہ ڈاکٹر منجو محمود صاحبہ نے حمد باری تعالیٰ "یارب ہے تیرا احسان میں تیرے در پہ قرباں" خوش الحانی سے پیش کیا۔

درس الحدیث: مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے "نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے" کے موجوع پر درس دیا۔ بعد ازاں معیار سوئم ب ناصرات کی ۸ بچیوں نے ترانہ "نہ مئے رہے خم نہ یہ سبو باقی" خوش الحانی سے پیش کیا۔

مقابلہ تقاریر:

اول: عزیزہ تہمینہ کلیم

دوئم: شگفتہ شیریں۔ نیرہ تنویر فارعہ

سوئم: نعمانہ ظفر

ازاں بعد محترمہ لمۃ العزیز صاحبہ نے بعنوان تعلیم القرآن اور اس کی برکات تقریر کی۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس 25-9-01: دوسرے دن دوسرے اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ، محترمہ شاہدہ مبارکہ صاحبہ کی کے تلاوت قرآن کریم باترجمہ سے ہوا۔ ازاں بعد محترمہ لمۃ الہادی شیریں صاحبہ نے نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید:

اول: عزیزہ شگفتہ شیریں۔ انیقہ باجوہ

دوئم:خولہ احسن

سوئم:نائلہ نسیم۔تہمینہ کلیم۔

مقابلہ تقاریر لجنہ اماء اللہ معیار اول و دوئم:(معیار اول)

اول:محترمہ امۃ الحکیم صاحبہ

دوئم:امۃ الباسط بشریٰ

(معیار دوئم)اول:محترمہ عامرہ حیدر

دوئم:سمیرا راشدہ

سوئم:نصرت جہاں تبسم

بعد ازیں معیار اول ناصرات کی ۷ ممبرات نے ترانہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیسے ہو بیاں تیری حمد و ثنا پیش کیا۔بقیہ مقابلہ جات کے پروگرام محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کے زیر صدارت ہوئے۔

مقابلہ نظم خوانی معیار سوئم الف ناصرات:

اول:عزیزہ خولہ احسن۔عزیزہ نعمانہ ظفر

دوئم:قدسیہ حبیب

سوئم:امۃ المجیب۔شگفتہ شیریں۔تہمینہ کلیم

ازاں بعد خاکسار شمیم اختر گیانی نائب سیکریٹری مال لجنہ بھارت نے بعنوان سیرت طیبہ حضرت نواب منصورہ بیگم صاحبہ پر تقریر کی۔

<u>دوسرا دن شبینہ اجلاس 01-09-26</u>:دوسرے دن شبینہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ فرحت سلطانہ صاحبہ سیکریٹری تبلیغ لجنہ بھارت،محترمہ امۃ الحکیم صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم با ترجمہ سے ہوا۔اس کے بعد محترمہ مریم حنا کوثر صاحبہ نے نظم ”اے شاہ مکی و مدنی“ خوش الحانی سے پیش کیا۔

مقابلہ تقاریر معیار دوئم ناصرات:

اول:مبارکہ نورین۔منصورہ نصیر

دوئم:نیرہ نورین

سوئم:وجیہنہ بشارت۔سارہ وقی

مقابلہ دینی آزمائش لجنہ اماء اللہ:

اول:محترمہ نوید کوثر صاحبہ

دوئم:شازیہ عندلیب صاحبہ

<u>تیسرا دن پہلا اجلاس 01-09-26</u>:تیسرے دن پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ شمیم بیگم سوز صاحبہ سیکریٹری تربیت لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت محترمہ سمیرا راشدہ صاحبہ اور نظم محترمہ طیبہ ناز صاحبہ نے پڑھی۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید معیار اول ناصرات:

اول:عزیزہ امۃ البصیر طوبیٰ۔

دوئم:عظمیٰ جبیں۔عائشہ ماریہ۔فائزہ کوکب

سوئم:صبیحہ رشید۔ہبۃ الشکور عالیہ۔

مقابلہ تقاریر معیار سوئم ب ناصرات:

اول:عزیزہ بارعہ نعمان۔ملیحہ صباح

دوئم:عالیہ انعام۔عالیہ بشریٰ

سوئم:راحیلہ صدف۔رومانہ مبارک

بقیہ پروگرام محترمہ سعدیہ فاطمہ صاحبہ کے زیر صدارت شروع ہوئے۔مکرم مولوی محمد حمید کوثر صاحب نے نظام جماعت کے موضوع پر تقریر کی۔آپ نے اپنی تقریر میں اسلامی نظام کو بیان کیا۔ازاں بعد معیار دوئم کی ۸ ممبرات نے ترانہ ”محمد کی غلامی میں محمد کا غلام آیا“ پیش کیا۔

مقابلہ دینی آزمائش معیار اول ناصرات:

عزیزہ طوبیٰ احمد۔سلمانہ انجم۔فوزیہ ساجد۔روزینہ راحت۔عظمیٰ جبیں۔عفیفہ منور

بعد ازیں بھام مضافات پنجاب سے آئیں نومبائعات کا مقابلہ حفظ قرآن مجید اور مقابلہ نظم اور مقابلہ تقاریر کروایا گیا۔۔اور پوزیشن لینے والیوں کو انعامات دیئے گئے۔

تیسرا دن اختتامی اجلاس 01-09-26:اختتامی اجلاس کی کاروائی کا آغاز زیر صدارت محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت ہوا۔

مقابلہ نظم خوانی معیار اول ناصرات:

اول:عزیزہ عائشہ ماریہ

دوئم:قرۃ العین۔صبیحہ رشید۔

سوئم:عظمیٰ جبیں۔فائزہ کوکب۔امۃ البصیر طوبیٰ۔آمنہ نگہت

مقابلہ بیت بازی لجنہ اماء اللہ:

مندرجہ ذیل سبھی ممبرات اول انعام کی حقدار پائی گئیں۔

اول: محترمہ لمۃ الحکیم صاحبہ۔محترمہ شہزادی شجاعت بیگم صاحبہ۔ محترمہ مبارکہ مرسلین صاحبہ۔محترمہ منصورہ فضل صاحبہ۔محترمہ لمۃ الباسط بشریٰ صاحبہ۔محترمہ عطیۃ المنان صاحبہ

ازاں بعد زکیہ قیصر صاحبہ نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے‘‘ خوش الحانی سے پڑھا۔

تقسیم انعامات: محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے تمام پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کرکے اختتامی خطاب فرمایا۔اپنی تقریر میں اجتماع کے بخیر وخوبی سے انجام پزیر ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مقابلہ جات میں حصہ لینے کی غرض محض انعام حاصل کرنا نہیں بلکہ دین کے لئے کچھ سیکھنا ہے۔اسی طرح آپ نے مزید کئی نصائح لجنہ و ناصرات کو کیں۔

بعدہ محترمہ لمۃ الباسط بشریٰ صاحبہ نے حضرت المصلح الموعودؓ کا کلام نونہالان جماعت خوش الحانی سے پڑھا اور دعا کے بعد نعرہائے تکبیر کی بلند آوازوں کے ساتھ اجتماع اختتام کو پہنچا۔

تعداد حاضری: تینوں دن کی اوسط حاضری 915 رہی۔علاوہ ازیں 25 غیر مسلم عورتوں نے بھی شرکت کی۔

ضیافت: لجنہ اماء اللہ کی طرف سے اجتماع کے تینوں دن کھانے پینے کی اشیاء کی دوکان لگائی گئی۔

نمائش: مورخہ 01-09-27 کو قادیان کے چاروں حلقہ جات کی طرف سے بیت النصرت لائبریری میں دستکاری کی نمائش لگائی گئی۔علاوہ ازیں اسی موقعہ پر ناصرات الاحمدیہ قادیان کی طرف سے کھانے پینے کی دوکان لگائی گئی۔

ورزشی مقابلہ جات: مورخہ 01-10-2 کو لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔اور پوزیشن لینے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

نگران محترمہ بشریٰ صادقہ چیمہ
رپورٹر محترمہ شمیم گیانی اختر

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

ھوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432

۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351

محلہ احمدیہ قادیان

143516 پنجاب

Ph:-(Clinic)
01872-22278

اخبارِ مجالس

جماعت احمدیہ رشی نگر میں مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد کی آمد پر تربیتی اجلاس کا انعقاد

مورخہ ۱۷؍ اکتوبر ۲۰۰۱ء محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد قادیان مع مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت و مکرم امیر صاحب صوبہ جموں و کشمیر و مکرم مولانا غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج کشمیر و مکرم عبدالرشید ضیاء سرکل انسپکٹر جموں و کشمیر رشی نگر میں تشریف لائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ جماعت احمدیہ رشی نگر کے ممبران مجلس عاملہ و خدام نے مہمانانِ کرام کا استقبال کیا۔

یہ پہلا موقعہ ہے کہ طویل عرصہ کے بعد مرکز سے مرکزی نمائندگان وادی میں دورہ پر تشریف لائے۔

مہمانان کرام کو مقامی گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا۔ جو اسی سال ہر لحاظ سے مکمل ہوا ہے۔ بعد نماز مغرب مجلس خدام الاحمدیہ و مقامی جماعت کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری فاضلِ ناظر اصلاح وارشاد مکرم ناصر احمد صاحب شیخ کی تلاوت و مکرم شبیر احمد صاحب میر کی نظم کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم عبدالرشید صاحب ضیاء انسپکٹر بیت المال کی جماعتی اتحاد و اتفاق اور دیگر تربیتی امور کے موضوع پر ہوئی۔

بعدہٗ مکرم امیر صاحب جموں و کشمیر نے جماعت کو موجودہ نازک دور میں اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ مکرم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد نے ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق۔۔۔ کی آیت کریمہ کی روشنی میں مدلل تقریر فرمائی۔ اور موجودہ دور میں جماعت کی عالمگیر ترقی اور تیزی سے اکناف عالم میں پھیلاؤ کی وضاحت کرتے ہوئے مالی قربانیوں کے معیار کو ترقی دینے اور اپنے قدموں کو آگے بڑھانے اور سستیوں کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

ان کے بعد مکرم عبدالرحمٰن صاحب ایتو نائب امیر کشمیر نے جماعت کی بعض مسائی کا ذکر اپنی تقریر میں فرمایا۔ دوسرے روز مغرب کے بعد مسجد نور میں بھی تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا اور ان اجلاس میں ناظر صاحب موصوف نے ہی صدارت کی۔ پروگرام جو ترتیب دیا گیا تھا اس کے مطابق مکرم عبدالسلام صاحب نے تقریر فرمائی بعدہٗ مکرم غلام نبی صاحب نیاز انچارج مشنری کشمیر نے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ جلسہ کے دوران مکرم خورشید احمد میر قائم مقام قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے اور اس امر کو جماعت احمدیہ رشی نگر کے لئے خوش قسمتی کا باعث جانا کہ مکرم ناظر صاحب و مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے رشی نگر آ کر ہمارے لئے یہ نادر موقعہ بہم پہنچایا۔

جملہ ممبران وفد کا قیام وطعام کا انتظام مقامی جماعت نے مہمان خانہ میں کرایا تھا۔ (جس کے ساتھ دار التبلیغ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔)

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ موسیٰ بنی مائینز (جھارکھنڈ) کا سالانہ لوکل اجتماع،

خالص روحانی ماحول میں علمی دینی و ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام

الحمد للہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ موسیٰ بنی مائینز (جھارکھنڈ) کا لوکل اجتماع مورخہ 01-10-12 کو بعد نماز جمعہ و عصر مسجد احمدیہ موسیٰ بنی مائینز میں منعقد کیا گیا۔

پہلے دن کے پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ٹھیک دوپہر 2:30 پر شروع کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم شبینہ شاہین صدر لجنہ

ماء اللہ موسیٰ بنی نے کی۔تلاوت عہد نظم اور صدارتی اجلاس کے بعد صدر صاحبہ نے افتتاحی دعا کروائی۔

اس کے بعد محترمہ حشینہ بیگم نائب صدر لجنہ و جنرل سیکریٹری نے جولائی 2000 تا 2001 کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعدازیں لجنہ و ناصرات کے علمی و ورزشی پروگرام شروع کئے گئے۔ یہ پروگرام 3 دن تک چلتے رہے۔ روزانہ دو اجلاس ہوتے رہے۔جس کے شروعات میں خاکسار صدر جماعت اور نائب صدر جماعت اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ صدر لجنہ کے دعوت پر لجنہ کے پروگرام شرکت فرماکر لجنہ و ناصرات کو اسلام اور احمدیت اور جماعت نظام خلافت اور دیگر امور پر روشنی ڈالتے رہے۔اسی طرح آخری دن آخری اجلاس پر تلاوت عہد اور نظم کے بعد محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ نے اس روحانی علمی مقابلہ جات میں حصہ لینے والی لجنہ و ناصرات کو خطاب فرماتے ہوئے اس پروگرام کو کامیاب بنانے والے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کیا۔اس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ ممبرات میں ایک نئی بیداری کا موجب ہو آمین۔

(سیف اللہ خان، معلم وقفِ جدید بیرون، موسیٰ بنی مائینز)

اعلان نکاح

مکرم مختار محمود ابن مکرم حاجی طالب حسین آف بڈھانوں راجوری کا نکاح مکرمہ میمونہ جان بنت نذیر احمد راتھر آف بالسو یاری پورہ کشمیر کے ساتھ مکرم امیر صاحب قادیان نے جلسہ سالانہ 2001ء مسجد اقصیٰ میں پڑھایا۔اس رشتہ کے جانبین کیلئے بابرکت اور بثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے قارئین مشکوٰۃ سے دعا کی درخواست ہے۔

(راجا محمد ظفر اللہ خان صاحب، انسپکٹر مشکوٰۃ قادیان)

ارشاد نبوی ﷺ

الدعاء مخ العبادۃ

دعا ہی عبادت کا مغز ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کا بیٹا عزیز لئیق احمد کی صحت و تندرستی اور اعلیٰ تعلیم کے مواقع میسر آنے کے لئے بیٹی عزیزہ عافیہ رئیس اور غزالہ رئیس کی شفایابی اور اعلیٰ تعلیم کا موقعہ میسر آنے اور خدمتِ دین کی سعادت ملنے کے لئے نیز اہلیہ کی صحت و سلامتی اور خاکسار کے کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد رئیس صدیقی نمائندہ مشکوٰۃ کانپور)

نمایاں کامیابی

منصور احمد انیس ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب ، جیلان آباد کالونی، گلبرگہ نے امسال میٹرک میں 600/541 نمبرات حاصل کر کے امتیازی کامیابی حاصل کی ہے۔ الحمدللہ نیز مضمون ریاضی میں 100/100 نمبرات لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی دینی و دنیوی اعتبار سے مبارک کرے۔اور آئندہ کی تعلیم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم جاری و ساری رہے۔عزیز کے والدین اور اساتذہ اور دوستوں کی خدمت میں ادارہ مشکوٰۃ کی جانب سے دلی مبارک۔مبارک صد مبارک۔

(ادارہ)

قابل تقلید

عزیزہ شبینہ کوثر نے چار سال سات ماہ کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید مکمل کیا ہے۔ یہ تقریب آمین مسجد احمدیہ بھدرواہ میں منعقد کی گئی۔ بچی مکرم مولوی غلام احمد قادر صاحب مبلغ سلسلہ کی بیٹی ہے اور محترم مولوی نورالدین صاحب مرحوم آف کالابن کی پوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔مبارک صد مبارک

ارشاد نبوی ﷺ

﴿الصلوۃ معراج المومنین﴾

"نماز مومنوں کی ترقی کا ذریعہ ہے"

مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر

ماہ اگست کے دوران صداقت محلہ ریشی نگر نے ایک وقار عمل کا انعقاد کیا۔جس کے تحت 18 فٹ چوڑا اور 700 فٹ لمبے ایک راستہ تیار کیا۔اس راستہ کے بنائے جانے کی وجہ سے ایک بڑی آبادی کو آمدو رفت میں آسانی میسر ہو جائے گی۔اس راستہ کے بنانے میں کل 20 ہزار روپے کا خرچ آیا ہے۔جس میں مکرم چوہدری عبدالوہاب صاحب اور مکرم شکیل احمد صاحب گنائی نے کافی معاونت فرمائی۔اللہ تعالیٰ تمام خدام کے جزائے حسنہ عطا فرمائے۔آمین

ولادتیں

☆ مورخہ 20 ستمبر 2001ء کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی ایس ناصر صاحب معلم وقفِ جدید سورب (کرناٹک) کو بچی سے نوازا ہے۔نومولودہ کا نام لبنہ سمیہ ناصر تجویز ہوا ہے۔نو مولودہ مکرم زین العابدین صاحب آف کیرالہ کی پوتی اور محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مرحوم کی نواسی ہے۔احباب کرام کی خدمت میں بچی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆ مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مبلغ بھوٹان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 2 نومبر کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔جس کا نام حضور انور نے ''ھبۃ الرحمٰن'' تجویز فرمایا ہے۔بیٹی وقفِ نو میں شامل ہے۔دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور خادم دین بنائے۔آمین

مبارک صد مبارک

اعلان

مشکوٰۃ میں اشاعت کے لئے جو احباب مختلف کارگزاریوں کی تصاویر بھجواتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ تصاویر کی پشت پر اس کا مختصر تعارف معین تاریخ کے حوالہ سے ضرور لکھیں۔ اور معیاری تصاویر ہی بھجوائیں،شکریہ(ادارہ)

NAVNEET JEWELLERS

01872-20489(S)
20233,20847(R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings & "Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth

Main Bazzar Qadian

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding Agents

ASNOOR(KULGAM)

KASHMIR

بقیہ اداریہ مطابقت نہ ہو۔ موجودہ سیاست بھی اسی وجہ سے مکدر ہے کہ سیاست دان کی ظاہری زندگی اور پوشیدہ زندگی میں کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔'بعد المشرق والمغرب' نظر آتا ہے۔ پس ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہر دو زندگی کی اصلاح کی طرف امت کو توجہ دلائی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک انسان کی ظاہری اور اندرونی زندگی میں جسقدر یگانگت پائی جاتی ہے اور جسقدر یکرنگی پائی جاتی ہے اور جس حد تک ان کے افعال اور اقوال میں مطابقت ہے اسی قدر وہ خدا کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں بھی وہ دائمی مقام حاصل کر لیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہو اور لوگوں کے دلوں میں اسکا پیار نہ ہو۔

دنیا میں روز ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بعض پودے ایسے ہوتے ہیں کہ جلد جلد نشو ونما پاتے ہیں لیکن جب پھل لانے کا وقت آجاتا ہے تو وہ مرجھا جاتا ہے اور بے ثمر رہتا ہے۔ تحقیق کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ جڑیں کمزور تھیں۔ ظاہری وضع قطع تو ٹھیک تھے پر اسکا اندرونی حصہ کمزور تھا۔ جڑوں میں کوئی بیماری تھی۔ اسکے برعکس بہت سے پودے ایسے ہوتے ہیں گو نشو ونما میں دھیمے ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی جڑوں میں مضبوتی سے قائم ہوتے ہیں۔ اور پھل لانے میں تو خوب پھل لاتے ہیں نافع الناس ہوتے ہیں ہر کوئی اسکی نگہبانی کی فکر کرتا ہے۔ نہ صرف انسان کے لئے بلکہ وہ بے زبان جانوروں کے لئے، پرندوں کے لئے بھی سہارا بن جاتے ہیں۔ یہی حال انسان کا ہے۔ جب تک انسان کی پوشیدہ زندگی صاف نہیں ہوتی، جب تک وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کی حفاظت نہیں کرتا، تمام قوتوں کو برمحل استعمال نہیں کرتا، اپنے درخت وجود کی جڑوں کی تقوٰی اور خداترسی کے پانی سے آبیاری نہیں کرتا تب تک ان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ ان کو وہ پھل لگے گا جو مقصود بالذات ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی علامت کے طور پر یہ فرمایا ہے ''الذین یخشون ربھم بالغیب'' حقیقی مومن وہ ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے جس خدا کو پیش کیا ہے وہ ''عالم الغیب والشھادۃ'' ہے غیب اور شھادۃ کا یکساں علم رکھنے والا وجود اگر انسان کو ایسے خدا پر ایمان ہو اور ہر وقت خدا تعالیٰ ان کو حاضر نظر آجائے اور ہر وقت یہ احساس ہو کہ خدا اسکے تمام حرکات وسکنات سے آگاہ ہے اور وہ دیکھ رہا ہے'' یعلم خائنه الاعین و ما تخفی الصدور 'آنکھوں کی خیانت سے بھی وہ واقف ہے اور دلوں کے مخفی گوشوں میں پنہاں ارادوں اور عزائم سے بھی وہ واقف ہے۔ پس جب تک انسان کا ظاہر اور باطن ایک نہیں ہوتا اسکی زندگی ثمر آور نہیں ہوسکتی۔ اور دائمی خوشی بھی وہ پا نہیں سکتا اور مقربین الٰہی کے زمرہ میں وہ داخل نہیں ہوسکتا۔

پس حضور اکرم ﷺ کی یہ دعا بہت ہی حکمت پر مبنی ہے۔ اور دراصل انسان کی ظاہری زندگی، اندونی زندگی کا عکس پیش کر رہی ہوتی ہے۔ اسلئے اندرونی زندگی صاف ہوجائے تو بیرونی زندگی اپنے آپ صاف ہونے لگتی ہے ایسے انسان کو ایک نور ملتا ہے۔ وہ نورانی بن جاتا ہے۔ روحانی بصارت رکھنے والے بآسانی اس نور کو شناخت کرسکتے ہیں۔

اس مقام کے حصول کے لئے جہاں دعا اور مجاھدہ کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ظاہری تدابیر بھی اختیار کرنا ازبس ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 131)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہماری زندگی اس دعا کا مصداق بن جائے اور مقربین الٰہی کے مقدس زمرہ میں ہمیں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین

(زین الدین حامد)

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں التماس

جیسا کہ قبل ازیں امراء صدر صاحبان جماعت میں بذریعہ سرکلر یہ اطلاع دی جاچکی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالِ رواں میں قائدین مجالس کا انتخاب ہونا ہے۔ آئندہ دو سال یعنی یکم نومبر 2001ء سے 31 اکتوبر 2002ء تک کیلئے قائدین کا انتخاب کروایا جانا مقصود ہے۔ اس تعلق میں قواعد انتخاب و دیگر تفصیلات قبل ازیں بذریعہ ڈاک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ اعلان ہذا کے ذریعہ تمام امراء صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہیکہ اولین فرصت میں ہی اپنی اپنی جماعتوں میں انتخاب کروا کر رپورٹ سے دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو مطلع فرمائیں۔ اگر کسی جگہ قواعد انتخاب پر مشتمل سرکلہ نہ پہنچا ہو تو بھی انتخاب کوائیں۔ انتخاب کے متعلق جملہ معلومات دستور اساسی خدام الاحمدیہ میں درج ہیں۔ جملہ امراء وصدر صاحبان سے تعاون کی درخواست ہے۔ اور قائدین علاقائی سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کی مجالس کا اس پہلو سے جائز لیں گے۔ اور بروقت قائد کے انتخاب کو یقینی بنائیں گے تاکہ مجلس کے کام متاثر نہ ہوں۔ جزاکم اللہ

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

﴿مرسلہ: کے۔ عصمت رخشندہ، یتاپور﴾

محترم شیخ ذوالفقار احمد صاحب قادیان مرحوم

محترم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ منیجر مشکوٰۃ و مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سسر محترم شیخ ذوالفقار احمد صاحب (دوکاندار) ولد محترم شیخ محمود احمد صاحب مرحوم مورخہ 01-12-2 بروز اتوار تقریباً دس بجے بوقت شب 61 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ شاہ جہاں پور کے متوطن تھے۔ 1940ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ 1950ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قادیان کی آبادی کے اضافہ کی تحریک پر آپ قادیان آگئے تھے۔ اور تادم زیست قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے اور ایک بار بھی کبھی واپس اپنے وطن کا منہ نہ دیکھا۔ مرحوم نہایت قانع، دیانت دار، نیک فطرت ودعا گو، تقویٰ شعار، صوم وصلوۃ کے پابند انسان تھے۔ محنت و جانفشانی سے اپنا گزارہ کرتے رہے۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ محترمہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا ہے۔ تمام بیٹیاں اللہ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔ بیٹا مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ مرحوم کے بڑے بھائی محترم شیخ مسعود احمد صاحب بطور معلم سلسلہ خدمت بجا لانے کے بعد ریٹائرمنٹ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اور حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے مقام قرب سے نوازے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

(ادارہ)